عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۵ تا ۱۲ ر شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ر مارچ ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۰

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی فقہی بصیرت

اتحاد بین المسلمین

اہمیت و ضرورت

یوم حساب سے پہلے محاسبہ کی ضرورت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

استخارہ کرنے کا سنت طریقہ

س:...... استخارہ کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ کسی دوسرے سے کرانا چاہئے یا خود کرنا چاہئے؟ اور اگر استخارہ میں ناں آجائے تو کیا یہ کام نہیں کرنا چاہئے یا پھر بھی کرسکتے ہیں؟ اور کیا استخارہ میں کسی خواب کا آنا یا کسی اشارہ کا ہونا ضروری ہے؟ اور کوئی خواب یا کوئی اشارہ نہ ملے یا سمجھ نہ آئے تو کیا کریں؟ برائے مہربانی ان باتوں کی وضاحت فرمادیں اور استخارہ کا سنت طریقہ بھی بتادیں۔

ج:...... استخارے کا مطلب آج کل لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ استخارہ کروانے سے ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ یہ کام کرنا ہمارے لئے بہتر اور صحیح ہے یا ہمارے لئے بہتر نہیں ہوگا۔ حالانکہ استخارہ کوئی علم غیب نہیں اور نہ ہی استخارہ کے ذریعے کوئی حتمی جواب ہاں یا ناں میں معلوم کیا جاسکتا ہے۔ استخارہ کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا۔ کسی بھی اہم کام کو کرنے سے پہلے استخارہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی جائے کہ: یا اللہ! ہم یہ کام کرنے جارہے ہیں، اگر یہ کام ہمارے حق میں دنیا و آخرت کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کے اسباب مہیا فرمادیں اور اس کو ہمارے لئے آسان اور خیر و برکت والا بنادیں اور اگر یہ کام ہمارے لئے بہتر نہیں ہے تو اس کو ہم سے دور کردیں اور ہمیں اس سے دور کردیں اور اس کے بدلہ جو ہمارے لئے بہتر ہو وہ میسر فرمادیں۔ اور یہ استخارہ صاحبِ معاملہ کو خود کرنا چاہئے دوسروں سے کرانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود استخارہ کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں، نفل پڑھنے کے بعد استخارہ کی دعا جو حدیث مبارکہ میں آئی ہے اس کو پڑھیں اور یہ دعا نماز کی کسی کتاب میں درج مل جائے گی اور استخارہ کا یہ عمل کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ سات دن کرلیا جائے تو بہتر ہے۔ اس کے بعد کسی خواب کا آنا یا کسی اشارہ کا ہونا کوئی ضروری نہیں، اگر کوئی خواب آ بھی جائے تو وہ شرعی حجت نہیں ہے کہ اس کے مطابق عمل کرنا یا نہ کرنا ضروری اور واجب ہوجائے، بلکہ ضروری یہ ہے کہ جس معاملہ کے لئے استخارہ کیا گیا ہے اس پر غور و فکر کریں، مشورے اور تحقیق بھی کریں پھر جس طرف دل کا رجحان ہوجائے اللہ تعالیٰ کے بھروسے اس پر عمل کریں ان شاء اللہ! خیر و برکت ہوگی۔ بلا غور و فکر اور بغیر مشورہ و تحقیق کے، محض کسی سے استخارہ کرواکے ہاں یا ناں کرنا درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی غور و فکر اور تحقیق سے کام لینا ضروری ہے۔ استخارہ کی دعا یہ ہے:

”اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذاالامر خیرا لی فی دینی و معاشی وعاقبة امری فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذاالامر شرلی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ۔“ (بخاری، ترمذی)

دعا کرتے وقت جب ”ہذا الامر“ پر پہنچے تو اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کرے یعنی ”ہذا الامر“ کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً ”ہذا السفر“ یا ”ہذا النکاح“ یا ”ہذہ التجارۃ“ یا ”ہذا البیع“ کہے، اور اگر عربی نہیں جانتا تو ”ہذا الامر“ ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچے اور دھیان دے، جس کے لئے استخارہ کررہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۱ ۵ تا ۱۲/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵/مارچ ۲۰۲۲ء شمارہ: ۱۰

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد	۴	اداریہ
اتحاد بین المسلمین کی اہمیت وضرورت	۷	آصف علی
ماہِ شعبان اور اہمیتِ وقت	۱۲	ابوعبدالقدوس محمد یحییٰ
حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی فقہی بصیرت	۱۵	مولانا محمد نعمان بن خلیل اللہ
یومِ حساب سے پہلے محاسبہ کی ضرورت	۱۹	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
تبلیغی ودعوتی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
قادیانیت، ہندوستانی میڈیا اور عدلیہ	۲۶	عبدالعزیز، انڈیا

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملک بھر میں دین اسلام کی حفاظت اور تحفظ ناموس رسالت و تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی غرض سے سیمینارز اور کانفرنسز منعقد کی جارہی ہیں۔ کانفرنسوں کے موضوعات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، توحید باری تعالیٰ، سیرت خاتم الانبیاء، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدیؒ کی علامات، عظمت صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ، اتحاد امت، قادیانیت کے کفریہ عقائد، قادیانیت اور انکارِ جہاد، نفاذ شریعت، عالم اسلام کو درپیش مسائل، قادیانیت، عیسائیت اور یہودیت کی غیر اسلامی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے لائحہ عمل جیسے اہم مسائل شامل ہوتے ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس کی حیثیت ایک جلسہ یا چند لوگوں کی تقریروں کی نہیں بلکہ یہ ایک مشن کا نام ہے جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹے دعویٰ نبوت کے ذریعہ اپنے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اس کی پشت پر ایک پوری حکومت اور اس کے پاس ہر قسم کے وسائل تھے۔ مسلمان حد درجے پسے ہوئے پائی پائی کے محتاج تھے۔ ایک طرف پادریوں کے غول کے غول لالچ، ترغیبات اور دھونس دھمکیوں کے ذریعہ عام مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکے ڈال رہے تھے۔ اسلام کے ایک ایک حکم کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے تھے۔ دوسری طرف آریوں اور ہندوؤں کو اسلام اور مسلمانوں کے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کی کھلی چھٹی دی ہوئی تھی۔ گاؤں گاؤں میں مسلمانوں کو آریا اور ہندو بنانے کی مہم چلائی جارہی تھی، مسلمانوں کو دین پر قائم رکھنا بہت بڑا جہاد تھا جبکہ دوسری طرف تحریک آزادی عروج پر تھی اور امت مسلمہ جہاد کے فریضہ کے طور پر اس تحریک آزادی میں صف اول کا کردار ادا کررہی تھی، ایسے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے سلطنت انگریز کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وسایہ اور ملکہ عالیہ برطانیہ کو اللہ کا نور قرار دیا اور غریب اور پسماندہ مسلمانوں کو لالچ کے ذریعہ اپنا ہمنوا بنانا شروع کیا۔ مسلمانوں کے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا، سوائے اس کے کہ مقابلہ کرکے قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور مسلمان دشمنی اور تحریک آزادی کی کھلم کھلا مخالفت کے سامنے بند باندھا جائے اور اس کا ایک ہی راستہ تھا کہ جگہ جگہ جلسوں، مناظروں، مباہلوں کے ذریعہ اسلام کی حقانیت ثابت کی جائے۔ قادیانیوں کا شروع سے وطیرہ یہ رہا اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ طریقہ رکھا کہ اسلام کا خوشنما لبادہ اپنے اوپر اوڑھ کر اور اپنے کو دین کا سچا خیر خواہ ظاہر کرکے مسلمانوں کو ایسے مسائل میں الجھایا جائے جس کا عوام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ مسلمان شکوک وشبہات میں مبتلا ہوجاتے تو اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے مذہب کی ترغیب دی جائے اور اگر سامنے اہل علم یا دین سے واقف کوئی آجائے تو فوری طور پر اپنے قول سے انحراف کرلیا جائے۔ اس لئے ہم جب مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایک جگہ ایک دعویٰ اور دوسری جگہ اس کی تردید یا اس کے سلسلے میں تاویل۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں علمائے کرام کو کفر کا فتویٰ لگانے میں بہت مشکلات پیش آئیں، کیونکہ کسی ایک دعویٰ کی بنیاد پر سوال کیا جاتا تو فوری طور پر دوسری عبارت ایسی سامنے آجاتی جو پچھلی عبارت کی یا تو

نفی کررہی ہوتی یا اس میں کوئی تاویل پھر علمائے کرام نے اس کی تحریروں کو مختلف جگہوں سے جمع کر کے اور ایک ایک دعویٰ کو الگ پیش کر کے وضاحت سے فتویٰ طلب کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد واضح ہوئے۔ ایسی صورت میں علمائے کرام کے پاس ایک راستہ تحریر کا تھا کہ اس کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کو اس کی اپنی تحریروں کی روشنی میں واضح کیا جائے تاکہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جو دھوکہ دیا جاتا ہے اس سے مسلمانوں کو بچایا جاسکے‘ لیکن برصغیر پاک و ہند کی بعض صورت حال اتنی نہیں تھی کہ تحریری میدان سے ہی اس سیلاب کو روکا جاسکتا تھا اس بنا پر محدث العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۰ء میں علمائے کرام کو جمع کر کے یہ عہد لیا کہ وہ گلی گلی‘ محلّہ محلّہ‘ گاؤں گاؤں‘ شہر شہر جاکر مسلمانوں کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ کریں گے اور ان کے ایمان کی حفاظت کے لئے جدوجہد کریں گے اور اس کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کریں گے۔ دوسری طرف سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے پیر مہر علی شاہؒ سجادہ نشین گولڑہ شریف کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ کی ہجرت کا ارادہ ترک کر دیں کیونکہ برصغیر میں ایک بہت بڑا فتنہ رونما ہونے والا ہے‘ جس کا راستہ روکنے کے لئے ان کو بہت جدوجہد کرنی ہوگی۔ اسی طرح مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے باطنی کیفیت کے ذریعہ واضح کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین کے ذریعہ کفر پھیلے گا۔ چوتھی طرف مولوی محمد حسین کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے سارے عقائد کھل کر سامنے آگئے اور انہوں نے بھی تحریری طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد کو منظر عام پر لانا شروع کر دیا۔ اس طرح تمام مسالک اور مکاتب فکر کے علمائے کرام نے بیک وقت کام شروع کر دیا۔ تحریک آزادی کی وجہ سے مسلمان ایسے ہی مصائب کا شکار تھے ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر ان کے لئے مزید مصائب کا باعث بن گئیں اور جیلوں کے دروازے کھل گئے اور مقدمات کی بھرمار شروع ہوگئی۔ ادھر قادیانیوں نے قادیان کے مرکز کو مضبوط بنا کر اپنے اردگرد ایک حصہ قائم کر لیا اور مسلمانوں کے لئے اس کو شجر ممنوعہ بنایا جس کی بنا پر قادیانیوں کے لئے تبلیغ بھی آسان ہوگئی اور قادیانیوں کو تحفظ بھی مل گیا۔ اب قادیانیت کی آواز تو دور دور تک پھیل سکتی تھی مگر قادیان کے اندر قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کا کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا۔ ایسی صورت میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیان میں شعبہ ختم نبوت کا دفتر کھولنے کا فیصلہ کیا اور بعض علمائے کرام نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا‘ یوں پہلی مرتبہ قادیان کے اندر ختم نبوت کی صدا بلند ہونے کا آغاز ہوا‘ لیکن اس سلسلے میں کتنی قربانیاں دی گئیں اس کا اندازہ ان واقعات سے کیا جاسکتا ہے جو ان کو پیش آئے‘ کئی مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے‘ زخمی کیا گیا‘ جینا دوبھر کر دیا گیا مگر عزم و استقلال کے یہ پیکر قربانیوں کی لازوال مثالیں قائم کرتے رہے مگر اپنے مشن سے روگردانی نہیں کی۔ ان حضرات کے مشورہ میں یہ بات طے ہوئی کہ قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے ’’قادیان‘‘ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی جائے جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سمیت تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام خطاب کریں گے کانفرنس کا اعلان کر دیا گیا اس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ قادیان میں یہ خبر حیرت سے سنی گئی‘ فوری طور پر کانفرنس کو رکوانے کے لئے کوششیں تیز ہوگئیں۔ حکومت نے بھی حالات کا بہانہ بنا کر اس کانفرنس پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا‘ جس پر علمائے کرام نے فیصلہ کیا کہ پابندی کی مخالفت کی جائے گی۔ حکومت کے لئے یہ مرحلہ مشکل ترین صورت حال میں اس کی دھاک ختم ہونے کا اندیشہ تھا‘ اس لئے بات چیت اور مذاکرات کے بعد قادیانی سے ایک میل دور کانفرنس کی اجازت دے دی‘ مسلمانوں کو ویسے ہی باہر سے آنا تھا‘ اس لئے ان کے لئے فرق نہیں پڑا البتہ قادیانی مطمئن ہوگئے کہ حق کی آواز ان کے پیروکاروں کے کانوں میں نہیں پہنچے گی۔ کانفرنس شروع ہوتے ہی ایک لاکھ سے زائد مسلمان جوق در جوق کانفرنس میں پہنچ گئے اور عجیب جوش وخروش کے ساتھ کانفرنس میں شریک ہوئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے نہایت دلسوزی سے اپنی مسحور کن آواز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کی۔ عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت کو اجاگر کیا۔ قادیانیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آنے کی دعوت دی۔ امیر شریعتؒ

کی تقریر سے کئی قادیانی مسلمان ہوئے۔ بیشتر اسلام کی طرف راغب ہوئے جس پر قادیانیوں کے سربراہ نے حکومت کو درخواستیں دیں جس پر امیر شریعت کو مقدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال اس کانفرنس سے قادیانیوں کو ان کے گھر جا کر دعوت اسلام دینے کا آغاز ہوا‘ جو قیام پاکستان تک قادیان میں ہی جاری رہا اور قیام پاکستان کے بعد چنیوٹ میں یہ سلسلہ منتقل ہو گیا اور ۱۹۸۴ء سے یہ سلسلہ چناب نگر میں چل رہا ہے۔ قادیانیوں نے اب اپنا طریقۂ کار تبدیل کر دیا ہے۔ پاکستان اور بیرون پاکستان اب وہ این جی اوز کی شکل میں مسلمانوں کے دین پر حملہ آور ہیں۔ قانونی اور عدالتی جنگ میں وہ شکست کھانے کے بعد اب وہ عیسائیوں کے طریقے اور سہارے کے ساتھ اپنی ساکھ بحال کرنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے اختیار کر رہے ہیں۔ اسکول اور تعلیمی ادارے ان کا ہدف ہیں۔ نوکریوں کے ذریعہ وہ قادیانی بنانے کی مہم میں ہیں۔ ایسی صورت حال میں جب تک حالات سے واقفیت نہیں ہو گی تو کس طرح ان کی سرگرمیوں کو روکا جا سکتا ہے؟ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ان کے تمام دفاتر سے قادیانیوں کے کفریہ عقیدہ اور ان کی طرف سے پھیلائے گئے شکوک وشبہات دور کرنے کے سلسلے میں لٹریچر موجود ہے جو بلا معاوضہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان کا مطالعہ کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے‘ اسی طرح مبلغین کی ایک جماعت ہے جس نے اپنے آپ کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کیا ہوا ہے‘ اس وقت میڈیا عیسائیوں اور قادیانیوں کے قبضہ میں ہے‘ میڈیا میں قادیانیت اور احمدیت کو اسلام کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے جبکہ مغربی میڈیا اسلام کے خلاف مذموم پروپیگنڈوں میں مصروف ہے ایسی صورت میں اسلام سے وابستہ صحافیوں کو اس کی طرف توجہ دینا چاہئے اور میڈیا کا بھرپور مقابلہ کرنا چاہئے۔

بہرحال اس وقت دین اسلام کی حفاظت اور اس کے تحفظ وبقا کے لئے تمام شعبوں میں محنت کی ضرورت ہے۔ وما توفیقی الا باللہ!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

صلِّ علیٰ سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

ہر دم درود سرور عالم کہا کروں
ہر لحہ محو روئے مکرم رہا کروں
اسم رسول ہوگا، مداوائے دردِ دل
صلِّ علیٰ سے دل کے دکھوں کی دوا کروں
ہر سطر اس کی اسوۂ ہادی کی ہو گواہ
اس طرح حال احمد مرسل کہا کروں
معمور اس کو کر کے معرا سطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں
گو مرحلہ گراں ہے، مگر ہو رہے گا طے
اسم رسول سے ہی در دل کو وا کروں
ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کا ہر مرحلہ کروں
دے دوں اگر رسول مکرم کا واسطہ!
دل کی ہر اک مراد ملے، گر دعا کروں
اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے صرف کرم کے سہارے رہا کروں
ہو کر رہے گا سہل، ہر اک مرحلہ کڑا
اللہ کے کرم کا اگر آسرا کروں
اردو کو اک رسالۂ الہام دوں ولی
لوگوں کو دورِ ہادئ عالم عطا کروں

مولانا ولی رازی

اتحاد بین المسلمین کی ضرورت و اہمیت

آصف علی

عالم اسلام کو ایک بار پھر اپنی تاریخ کی سنگین تر آزمائشوں کا سامنا ہے۔ دشمنوں کی عیارانہ سازشیں بھی انتہا پر ہیں اور اپنوں کی غلطیاں اور جرائم بھی آخری حدوں کو چھو رہے ہیں۔ سامراجی چالیں عالم اسلام کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم کر رہی ہیں اور کئی مسلم حکمرانوں اور گروہوں کے مظالم کے سامنے ہلاکو اور چنگیز بھی بونے نظر آرہے ہیں۔ رب ذوالجلال کی ذات کا سہارا نہ ہوتا، اس کی طرف سے: ”لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط، وَ لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ“ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں) جیسی تلقین اور ”اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا“ (یقیناً تنگی کے ساتھ ہی آسانی ہے) جیسے مسلمہ اصول نہ ہوتے، تو لگتا کہ پانی سر سے گزر چکا، عالم اسلام کا اختتام قریب آن لگا اور امت پھر زوال پذیر ہوگئی۔

مسلم ممالک اور اپنے معاشرے پر نگاہ دوڑائیں تو ہم ان سب نافرمانیوں پر تلے ہوئے ہیں جن کے انجام بد سے خالق کائنات نے خبردار کیا تھا۔ واضح طور پر بتا دیا گیا تھا کہ:

”وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ۔“ (الانفال ۸:۴۶)

ترجمہ: ”اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔“

لیکن ہم ایک نہیں کئی کئی اختلافات و تنازعات میں دھنسے ہوئے ہیں۔ ظلم کرنے سے بار بار منع کرتے ہوئے، ہمیں خبردار کر دیا گیا تھا کہ:

”وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا o“ (الفرقان ۲۵:۱۹)

ترجمہ: ”اور جو بھی تم میں سے ظلم کرے اسے ہم سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے۔“

آج امت اختلاف کا شکار ہوگئی ہے اور اس کا ایک بڑا مسئلہ آپس کی مخالفت اور تفرقہ ہے۔ اس کے نتیجے میں امت ذہنی اور عملی خلفشار اور معاشرتی انتشار کا شکار ہوگئی ہے

لیکن آج ہم میں سے کسی فرد کا داؤ چلے یا کسی حکومت کے ذاتی مفادات خطرے میں پڑیں، ہم ظلم کے وہ پہاڑ توڑ دیتے ہیں کہ الامان الحفیظ! ہمیں کسی بھی ظالم کا ساتھ دینے سے خبردار کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں بتا دیا گیا تھا کہ:

”وَ لَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ لا وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ o“ (الھود ۱۱:۱۱۳)

ترجمہ: ”اِن ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے اور تمہیں کوئی ایسا ولی و سرپرست نہ ملے گا جو خدا سے تمہیں بچا سکے اور کہیں سے تم کو مدد نہ پہنچے گی۔“

لیکن ہم اپنے عارضی اور محدود مفادات کی خاطر، سفاک ترین ظالم کے حق میں بھی دلیلوں کے انبار لگانے لگتے ہیں۔ ہمیں بدکاری کرنے سے ہی نہیں، بدکاری کے قریب بھی پھٹکنے سے منع کرتے ہوئے بتا دیا گیا تھا کہ:

”وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا o“ (بنی اسرائیل ۱۷:۳۲)

ترجمہ: ”اور زنا کے قریب نہ پھٹکو۔ وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی بُرا راستہ۔“

ہم ضرورت کی ادنیٰ ترین چیز کو بھی فحش اشتہارات کے بغیر بازار میں نہیں لاتے۔

ایک ایک کر کے خالق کے تمام احکامات کو سامنے رکھ کر دیکھ لیں۔ ہم بحیثیت فرد ہی نہیں بحیثیت امت و ملت انہیں پامال کرنے میں جتے ہوئے ہیں۔ ہماری ان تمام نافرمانیوں کو خالق

نے ایک لفظ میں سمو کر اور اس سے خبردار کرتے ہوئے، راہ نجات کی طرف بھی نشان دہی کر دی ہے۔ وہ لفظ ہے: ''ظلم'' جو کبھی دشمنوں کی طرف سے ہوتا ہے اور کبھی اپنوں ہی کے ہاتھوں۔ کبھی دوسروں پر کیا جاتا ہے اور کبھی خود اپنی ہی جان پر۔ ظلم کی ان تمام اقسام سے نجات حاصل کرنے کا اولین قدم، ظلم کو ظلم سمجھنا اور اسے ظلم کہنا ہے۔ آدم علیہ السلام کو جیسے ہی احساس ہوا تو وہ فوراً پکار اٹھے:

''رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ'' (اعراف ۷:۲۳)

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ہم خود پر ظلم کر بیٹھے ہیں، آپ نے معاف نہ فرمایا تو خسارہ پانے والوں میں شمار ہوں گے۔''

جب کہ ابلیس سراسر نافرمانی کے بعد بھی بولا:

''رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ'' (الحجر ۱۵:۳۹)

ترجمہ: ''اے اللہ جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں بھی (ان بندوں کے سامنے) گناہوں کو خوش نما بنا کر پیش کروں گا اور ان سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔''

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:

''وارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابه''

ترجمہ: ''اور ہمیں باطل کو باطل ہی دکھا۔''

ایمان لانے کا ایک قدرتی نتیجہ ...نوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے محبت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ آج ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ایسا ہے؟ اور اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کریں کہ کہاں کیا نقص رہ گیا ہے۔ آج امت اختلاف کا شکار ہوگئی ہے اور اس کا ایک بڑا مسئلہ آپس کی مخالفت اور تفرقہ ہے۔ اس کے نتیجے میں امت ذہنی اور عملی خلفشار اور معاشرتی انتشار کا شکار ہوگئی ہے۔

اگرچہ اس حالت کی بہت سی وجوہ ہو سکتی ہیں جن میں سے کچھ اپنوں اور کچھ غیروں کی پیدا کردہ ہیں لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ تفرقے کی یہ بیماری امت کے وجود کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہے۔

تفرقہ بازی شیطان کا راستہ ہے اور ہمیں اس راستے کو چھوڑ کر رحمٰن کے بتائے ہوئے اتفاق واتحاد کے سیدھے راستے کی طرف آنا ہوگا، جس کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں فرمایا:

''وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' (انعام ۶:۱۵۳)

ترجمہ: ''اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندا کر دیں گے۔ یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے، شاید کہ تم کج روی سے بچو۔''

بدقسمتی سے آج عملی طور پر ...نوں کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو پسِ پشت ڈال کر ایک ہونے کے بجائے ٹکڑوں میں بٹ گئے ہیں۔ نتیجتاً ...ن پستی، کمزوری اور ذہنی غلامی کا شکار ہوگئے ہیں۔ قرآن حکیم میں انتہائی سخت الفاظ میں تفرقہ بازی کرنے والوں پر وعید کی گئی ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ط اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ'' (انعام ۶:۱۵۹)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے ... ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔''

غور فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جا رہا ہے کہ تفرقوں میں پڑنے والے ان لوگوں کی مرضی ہے جدھر چاہیں جائیں، ان کا تم سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ (استغفر اللہ)

امت کے اس اختلاف اور جھگڑوں کے اس منطقی نتیجے کو قرآن نے بیان فرمادیا:

''وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ'' (انفال ۸:۴۶)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو، ... اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

یہ تو اس دنیا میں اختلافات کا نتیجہ ہے جو ہم

بھگت رہے ہیں اور اختلافات اور تفرقے کا جو انجام آخرت میں ہوگا وہ کڑے عذاب کا سامنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

’’وَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ اخْتَلَفُوا مِنم بَعدِ مَا جَاءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَاُولٰئِکَ لَهُم عَذَاب عَظِيم o يَّوم تَبيَضُّ وُجوه وَّ تَسوَدُّ وُجوه ج۔‘‘

(اٰلِ عمران۳:۱۰۵-۱۰۶)

ترجمہ:’’کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے۔جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے،جب کہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا۔‘‘

مسلمانوں کا شرف، فضیلت، کرامت، عزت، اخوت اور وحدت کی سند ہے،جس کے زیر سایہ آ کر فرزندان توحید سرفرازی کے ساتھ یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ’’ہم مسلمان ہیں‘‘ یہ نعرہ وہ قرآنی نعرہ ہے،جس کی تعلیم خود خدائے منان نے مسلمانوں کو دی ہے:’’وانّ ھـذہ امتـکـم امۃ وّاحدۃ وانا ربّکم فاتقون۔‘‘

یہ شعار وہی قرآنی شعار ہے جس کی آغوش عطوفت میں مسلمانوں کی اخوت پروان چڑھی ہے:’’انما المؤمنون اخوۃ۔‘‘

اگر مسلمانان عالم کے درمیان شمع اخوت و وحدت فروزاں رہے گی،تو یقیناً ان کے اردگرد پروانہ عزت وکرامت کا طواف ہوگا اور اگر ان کی مختصر سی غفلت کی وجہ سے یہ شمع وحدت بجھی،تو پروانہ عزت بیگانہ چراغ کی طرف رخ کرلے گا۔

اسی وجہ سے قرآن مجید نے مسلمانوں کو صدر اسلام میں ہی ہوشیار کردیا کہ:

’’یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ حـق تـقـاتـہ ولا تـمـوتـنّ الاّوانتـم مسـلـمـون واعـتـصـمـوا بحبل اللّٰہ جمیعاًولا تفرقوا۔‘‘

ترجمہ:’’اے ایمان والو!خدا کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جو اس کے تقوے کا حق ہے اور موت کو گلے نہ لگاؤ مگر یہ کہ حالت اسلام میں اور خدا کی رسّی کو تھام لو اور تفرقہ نہ کرو۔‘‘

خدائے واحد،قرآن مجید میں مسلمانوں کی وحدت کے علل واسباب کو اپنی طرف منسوب کررہا ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے آگاہ کررہا ہے کہ اے رسول! اگر صرف اور صرف آپ یہ چاہتے کہ ان لوگوں کے قلوب میں بذر اتحاد بو دیں،تو تمام وسائل و اسباب اور دولت وثروت کے باوجود بھی یہ کام آپ کے بس میں نہ تھا:

’’والّف بیـن قـلـوبھـم لو انفقت مـا فـی الارض جـمـیـعـاً ما الفت بین قـلـوبھـم ولـکن اللّٰـہ الّف بینھم انّـہ عزیز حکیم۔‘‘

ترجمہ:’’اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کردی ہے کہ اگر آپ ساری دنیا خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دلوں میں باہمی الفت پیدا نہیں کرسکتے تھے لیکن خدا نے یہ الفت اور محبت پیدا کردی ہے کہ وہ ہر شے پر غالب اور صاحب حکمت ہے۔‘‘

اسی وجہ سے پیغمبر اسلام نے خداوند عالم کے لطف وکرم کے نتیجہ میں مسلمانوں کے درمیان عقد اخوت پڑھا اور امت مسلمہ کے مابین ایک الٰہی رابطہ قائم کردیا۔مسلمان بھی اس گرانقدر رابطہ میں خود کو گرہ لگا کر توحید،نبوت،قرآن اور کعبہ کے مشترک عقیدہ پر گامزن ہوگئے،جس کی وجہ سے ان کی وحدت شہرۂ آفاق بن گئی اور ان کی ہیبت سے مرکز کفر کانپ اٹھا۔

قرآن میں اتحاد کی قسمیں:

قرآن مجید نے اتحاد کو چند قسموں میں تقسیم کیا ہے:

امت کا اتحاد:

’’انّ ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون۔‘‘

ترجمہ:’’بے شک یہ تمہارا دین ایک ہی، دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہٰذا میری ہی عبادت کیا کرو۔‘‘

آسمانی ادیان کے پیروکاروں کا اتحاد:

’’قل یـا اھل الکتاب تعالوا لیٰ کـلـمۃ سواء بیننا و بینکم الاّ نعبد الاّ اللّٰہ ولا نشرک بہ شیئاً۔‘‘

ترجمہ:’’اے پیغمبر!آپ کہہ دیں کہ اہل کتاب ایک منصفانہ کلمہ پر اتفاق کرلیں کہ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔‘‘

تمام ادیان کا اتحاد:

’’شرع لکم من الدین ما وصیٰ بـہ نـوحـاً والـذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولاتتفرقوا فیہ۔‘‘

ترجمہ:’’اس نے تمہارے لئے دین میں

وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح کو کی ہے اور جس کی وحی اے پیغمبر تمہاری طرف بھی کی ہے اور جس کی نصیحت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی کی ہے کہ دین کو قائم کرو اور تفرقہ نہ کرو۔‘‘

تمام انسانوں کا اتحاد:

’’یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثیٰ وجعلنا کم شعوباً وقبائل لتعارفوا۔‘‘

ترجمہ: ’’اے انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تم میں شاخیں اور قبیلے قرار دیئے ہیں تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔‘‘

ان آیات کے پیش نظر ہمیں یہ یقین کرنا ہوگا کہ سب سے پہلے مرحلہ میں اتحاد بین المسلمین کا فریضہ ہر مسلمان پر واجب ہے یعنی اتحاد اسی وقت مکمل طور پر نمایاں ہوگا جب امت اسلامیہ کا ایک ایک فرد اس فریضہ مفروضہ پر عمل پیرا ہو۔ اس لئے کہ اتحاد بین المسلمین کا فریضہ واجب کفائی نہیں ہے جو کسی ایک خاص فرد یا گروہ کے عمل کرنے کے ذریعہ ادا ہو جائے یا دوسروں کی گردن سے اس کا وجوب ساقط ہو جائے، بلکہ اتحاد ایک ایسی حقیقت واحدہ ہے جس کے وجوب کے گھیرے میں ہر ایک فرزند توحید شامل ہے۔

اسلامی اتحاد اس عمارت کی مانند ہے جس کی ایک ایک اینٹ اس کے قیام اور ثبات میں حصہ دار ہے اور ہر مخالف اتحاد قول و عمل، اسلامی بنائے اتحاد سے ایک اینٹ کو نابود کرنے کے مساوی ہے جس کی تکرار اس خوب صورت عمارت کو کسی پرانے کھنڈر میں تبدیل کر کے اسے تاریخ کے کسی سسکتے ہوئے گوشے کا نام دے سکتی ہے۔

اتحاد کی ضرورت

اتحاد بین المسلمین کیوں ضروری ہے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کے جواب کے لئے نہ کسی دانش ور کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور نہ ہی کسی کتب خانے میں جا کر کتابوں کی چھان بین کرنی ہوگی، بلکہ آج کا بے چارہ مسلمان اگر اپنے ارد گرد ایک نظر ڈالے تو اسے خود بخود اس اہم سوال کا جواب بآسانی حاصل ہو جائے گا۔

مملکت کفر تو بہت دور کی بات ہے حتی کہ اسلامی مملکت کہے جانے والے ملکوں میں بھی مسلمان بے بس نظر آ رہا ہے۔ لیکن ایسا کیوں؟

کیوں ایک مسلمان اپنی ہی اسلامی مملکت میں لاچار ہے؟

کیوں ایک مسلمان اپنی ہی اسلامی مملکت میں تبعیض، تحقیر اور استحصال کا شکار ہے؟

کیوں ایک مسلمان اپنی ہی اسلامی مملکت میں فقیر و نادار ہے جبکہ دوسرے ادیان کے پیروکاروں کا اقتصاد کافی مضبوط ہے؟

ان تمام سوالوں کا جواب وہ استکباری نظام ہے جس کے شیطانی شعلوں سے پوری دنیا بالخصوص عالم اسلام جھلس رہا ہے۔ یہ نظام ایسا ہی ہے جس کا لازمہ مسلمانوں کی تباہی ہے۔ اسلام مخالف عناصر کی مطلق العنان ریشہ دوانیاں دور حاضر میں زندگی بسر کرنے والے کسی شخص سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ استکباری طاقتوں کے پے درپے حملوں کی وجہ سے پیکر اسلام کمزور ونا تواں ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ استکباری نظام جب چاہتا ہے کسی بھی اسلامی ملک پر اقتصادی پابندی عائد کر دیتا ہے، جب چاہتا ہے اسے جنگ کی دھمکی دے دیتا ہے اور دوسری طرف سے اسلامی ممالک پر اس کی ثقافتی یلغاروں کا سلسلہ بھی اپنی آب و تاب کے ساتھ جاری ہے جس کی طرف نہ صرف یہ کہ بیشتر اسلامی ممالک کی کوئی توجہ نہیں ہے بلکہ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ خود یہی یہ ممالک اس زہریلی یلغار میں دشمنان اسلام کے برابر کے سہیم نظر آتے ہیں لیکن یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دشمنان اسلام کے مذکورہ تمام اسلام مخالف حربے ان کے اس حربے کے سامنے پھیکے دکھائی دیتے ہیں جس کے ذریعہ انہوں نے سالہا سال مختلف ملکوں کو اپنا غلام بنائے رکھا ہے اور وہ حربہ یہ نعرہ ہے "پھوٹ ڈالو حکومت کرو‘‘۔

اسی نعرہ اور حربہ پر عمل کرنے کی وجہ سے ہی ان کا استکباری نظام دنیا پر آج تک قائم و دائم ہے۔ اسی نعرہ کے رائج اور نافذ ہونے کی وجہ سے آج کا مسلمان علمی، ثقافتی، اقتصادی اور اجتماعی میدانوں میں کافی پیچھے رہ گیا ہے۔

لہٰذا اگر مسلمانوں کی پسماندگی کی سب سے اہم وجہ ان کے درمیان پایا جانے والا اختلاف ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پسماندگی کو قبر تاریخ میں دفن کر کے ہمہ جہتی ترقیاتی منزلوں تک پہنچنے کا سب سے بہترین اور پُر امید راستہ اتحاد ہے۔

عصر حاضر میں اتحاد بین المسلمین کی اہمیت و ضرورت کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان خطرات پر مزید نظر ڈالی جائے جو عالم اسلام کو عالم استکبار سے لاحق ہیں۔

خطرات یا استکباری سازشیں

1۔ ثقافتی یلغار:

گزشتہ سطور میں اس مہلک حربہ کی طرف

اشارہ کیا جا چکا ہے۔ ثقافتی یلغار کے اہم آلات ووسائل درج ذیل ہیں۔

اخبارات، کتابیں، رسالے، ریڈیو، ٹیلیویژن، فلمیں اور انٹرنیٹ وغیرہ۔

2۔ علمی یلغار:

مغربی طاقتیں اپنی اخلاقی پسماندگی کے باوجود علم اور ٹکنولوجیکل لحاظ سے مسلسل ترقیاتی منزلوں کو طے کر رہی ہیں، جس کی وجہ سے یہ طاقتیں اور حکومتیں دنیائے علم وتمدن کا قبلہ آمال بنی ہوئی ہیں اور اس کے مقابلے میں ہم مسلمانوں کی پسماندگی اس بات کا باعث بنتی ہے کہ گزشتہ کی طرح آئندہ بھی مغربی طاقتوں کا تسلط ہم پر باقی رہے۔

3۔ عالم اسلام کے خلاف مغربی طاقتوں کا اتحاد:

مغربی ممالک اپنے مابین موجودہ تمام اختلافات کے باوجود، مسلمانوں کی تضعیف اور غارت گری کی خاطر ہم پیمان ہیں اور وہ ہمیں علمی، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی لحاظ سے کمزور بنانے پر متحد ہیں۔

4۔ زمینوں پر قبضہ:

دشمنان اسلام اور مغربی طاقتوں نے اسلامی سرزمینوں اور ملکوں پر ناجائز طریقہ سے قبضہ کر رکھا ہے اور آج تک ان کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ عراق اور فلسطین کی سلگتی سرزمین اور افغانستان کے مسلمانوں کی بے بسی اسی بات کو واضح کر رہی ہے۔

5۔ اسلام مخالف فرقوں کا ظہور:

ان میں سے بیشتر فرقے دشمنان اسلام کے ناپاک اہداف کے پیدا کردہ ہیں۔ قادیانیت اور بہائیت جیسے دیگر فرقے دشمنان اسلام کی ناپاک اولادیں ہیں جو مسلمانوں کے درمیان گمراہ کنندہ افکار کی سم افشانی کرتے ہیں اور ایسے ایسے حربوں کا استعمال کرتے ہیں جس کا فریب سب سے پہلے ہمارے جوان کھاتے ہیں۔

6۔ علماء اور متفکرین اسلام کی غفلت:

غیر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی اقلیتیں اور بالخصوص ان کے جوان رفتہ رفتہ دینی اقدار اور شریعت و احکام کو فراموشی کے سپرد کرتے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ مسلمانوں کی دوسری امتوں کے ساتھ بلا قید وشرط باہمی تعلقات اور علماو متفکرین اسلام کی غفلت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

7۔ اسلام کو دہشت گرد دین کے نام سے مشہور کرنا:

استکباری نظام اور مغربی طاقتیں اسلام کے نام پر دہشت گرد تنظیموں کو وجود میں لاتی ہیں اور ان کو جنگی تربیت دینے کے بعد اسلامی ممالک میں بھیج دیتی ہیں پھر انہیں خود ساختہ تنظیموں سے اپنے ملک پر حملہ کرواتی ہیں تاکہ اسلام اور دہشت گردی کو لازم وملزوم بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں اور ساتھ ہی اسلامی ملک پر حملہ آور ہونے کا بہانہ وجواز تلاش کر سکیں۔

(جاری ہے)

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) منکرین ختم نبوت لاہوری و قادیانی ہر دو مرزائیوں کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں۔ قادیانیوں کا راستہ روکنا ایمانی تقاضا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت جیسے عظیم قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز نے مختلف مدارس میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے اپنے خطاب میں بتایا کہ حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر، آخری نبی اور آخری رسول ہیں، اس عقیدہ پر ساڑھے چودہ سو سال سے امت مسلمہ کے تمام افراد متفق ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کی جان اور پہچان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کذاب، دجال اور مفتری ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے صرف پانچ سال بعد اسی مقدس سرزمین پر دس ہزار شہدائے ختم نبوت نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام شفاعت محمدی کے حصول کا بہترین ذریعہ اور جنت کا آسان ترین راستہ ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی انگریزی نبوت کو چلانے کے لئے دین اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس ہستیوں پر رکیک حملے کئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں نے ہر دور میں جھوٹے مدعیان نبوت کا بھرپور تعاقب کیا۔ آج بھی اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں ختم نبوت کا پرچار کر رہی ہے۔

ماہِ شعبان اور اہمیتِ وقت

ابوعبدالقدوس محمد یحییٰ

جس طرح بعض مقامات (مثلاً مسجد الحرام اور مسجد نبوی وغیرہ) دوسرے مقامات پر فضیلت رکھتے ہیں اوران مقامات پر نیکیوں کے اجر وثواب میں بھی کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔اسی طرح کچھ دن، مہینے اور ساعتیں زیادہ فضیلت والی ہیں۔ان میں نیکیوں کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے اوران کے اجر میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے اور جو بھی دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ مقبول ہوتی ہیں۔ایسا ہی ایک مہینہ شعبان المعظم کا ہے۔

یوں تو تمام ایام، ماہ وسال بلکہ ہر گزرتا لمحہ فرد اور کائنات کے لئے بہت قیمتی ہے، جس کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔کیونکہ انفرادی طور پر اگر دیکھا جائے تو کسی کو علم نہیں کہ آنے والا لمحہ اسے میسر بھی آئے گا یا نہیں۔اس کی زندگی کی ساعتیں کتنی باقی ہیں۔اگر کائنات کی سطح پر دیکھیں تو دن رات (۲۴ گھنٹے) اس کائنات کا ذرہ ذرہ گردش میں ہے۔ہر لمحہ کچھ نہ کچھ ہوتا رہا تھا، ہے اور رہے گا۔''کل یوم ھو فی شان'' بقول مرزا اسداللہ خاں غالبؔ:

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

ایسا ہی ایک مہینہ شعبان المعظم کا ہے۔اس مہینہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ قرار دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کی وجہ سے یہ مہینہ دیگر مہینوں سے افضل قرار پائے گا۔حدیث مبارکہ ہے:''شعبان میرا مہینہ ہے پس جس نے اس مہینے کی تعظیم کی، اس نے میرے حکم کی تعظیم کی۔'' (بیہقی)

اصلاح معاشرہ:

ایک حدیث مبارکہ ہے: شعبان کی پندرھویں رات اللہ رب العزت مخلوق پر توجہ فرماتا ہے اور مشرک اور عداوت رکھنے والے کے سوا تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتا ہے۔(المعجم الکبیر)

> یہ وہ مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے اور جس سے لوگ غافل ہیں۔اس مہینے میں لوگوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میرے اعمال اس حالت میں اٹھائے جائیں کہ میں حالت صوم (روزہ) میں ہوں

اس حدیث کے تناظر میں شعبان کا مہینہ معاشرتی اصلاح کے لئے بھی اہم ہے۔کیونکہ معاشرہ میں بگاڑ کا سب سے بڑا سبب، کینہ عداوت، کدورت، نفرت اور انتقام کے جذبات ہیں۔ان تمام منفی جذبات کا حامل شخص اپنی ذات کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور معاشرہ کو بھی۔وہ کبھی اپنے بھائی کے لئے بھلائی، خیر اور کامیابی کا طالب نہیں ہوسکتا جو دین اسلام کا حسن ہے۔دلوں میں بغض اور کدورت بہت سی برائیوں، اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو جنم دیتی ہے اور اشرف المخلوقات کو عرش سے فرش پر مارتے ہوئے اسے مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کردیتی ہیں۔بقول میر تقی میر:

اس کدورت کو ہم سمجھتے ہیں
ڈھب ہیں یہ خاک میں ملانے کے

جب مسلمان یہ جان لیتا ہے کہ ان برائیوں کے ہوتے ہوئے اس کی مغفرت نہیں ہوگی تو وہ انسان ان منفی صفات کو مکمل چھوڑنے کی کوشش کرے گا۔اس طرح وہ اپنے ذہن وجسم، فکر ونظر، جان ودل، نفس وروح کی مکمل اور بہترین صفائی، طہارت وپاکیزگی حاصل کرتے ہوئے ایک ایسے بلند تصوراتی معاشرہ کے قیام کی بنیاد رکھے گا، جس کا آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام نے نہ صرف تصور دیا بلکہ وہ عملی معاشرہ بھی قائم کرکے دیا جو آج کے اس نام نہاد اور ترقی یافتہ مہذب دنیا میں ملنا محال ہے۔

رمضان کی تیاری کا مہینہ:

کام کی اہمیت جتنی زیادہ ہو اس کی تیاری

بھی اتنی ہی زیادہ کرنی پڑتی ہے،اس کے لئے اتنا ہی سخت ہوم ورک کرنا پڑتا ہے۔ بہترین منصوبہ بندی کرنی پڑتی ہے کہ کم سے کم وقت میں بہترین نتائج حاصل کئے جائیں۔ رمضان کے مہینے کی اہمیت قرآن واحادیث مبارکہ سے ثابت ہے،اس لئے اس مہینہ کے آغاز سے قبل ہی مسلمان کو ذہنی اور جسمانی طور پر مکمل تیار ہونا چاہئے اور اس تیاری کا بہترین وقت شعبان کے علاوہ اور کون سا ہوسکتا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب افضل ترین (نفل) روزوں کا پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ شعبان کے روزے جو رمضان کی تیاری اور اس کی تعظیم کی غرض سے رکھے جائیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:''رمضان کی تعظیم کی خاطر رکھے گئے شعبان کے روزے افضل ترین ہیں۔''(بیہقی)

نصف شعبان اور قبولیت دعا:

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔اللہ تعالیٰ بندہ کے دعا مانگنے پر خوش ہوتا اور بندے کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس سے دعا مانگے۔ ہر عقل مند ذی شعور اور معرفت رکھنے والے فرد کے لئے لازم ہے کہ وہ دن میں کسی ایک گھڑی ضرور اپنے رب سے مناجات کرے۔جیسا کہ صحف ابراہیم علیہ السلام میں ہے:''علی العاقل مالم یکون مغلوبا علی عقله ان یکون له ساعة یناجی فیھا ربه۔''... عقل مند کے لئے لازم ہے کہ دن کی ایک گھڑی رب سے مناجات کرے....

دعاؤں کی قبولیت کے لحاظ سے شعبان کی پندرھویں رات بھی بہت اہم ہے۔ایک حدیث مبارکہ میں ہے: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی۔جمعۃ المبارک کی رات، رجب کی پہلی رات، پندرہ شعبان کی رات،عید کی رات اور نحر کی رات۔

شعبان اور اہمیت وقت:

یوں تو انسان کو پورے سال رب کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنی چاہئے لیکن طبائع بشری ہے کہ انسان سستی، کاہلی،غفلت اور لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ہے اور عمومی طور پر سوائے گروہ قلیل کے اکثر لوگ عبادت سے غافل رہتے ہیں۔جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:''یہ وہ مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے اور جس سے لوگ غافل ہیں۔ اس مہینے میں لوگوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میرے اعمال اس حالت میں اٹھائے جائیں کہ میں حالت صوم (روزہ) میں ہوں۔''(سنن نسائی)

> **ایک حدیث مبارکہ میں ہے: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی۔جمعۃ المبارک کی رات، رجب کی پہلی رات، پندرہ شعبان کی رات، عید کی رات اور نحر کی رات**

عمومی رویہ یہی ہے کہ جیسے جیسے انسان کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے ویسے ویسے اس کی دنیا سے محبت، دنیا میں رہنے کی آرزو زیادہ اور اس کی نعمتوں کے چھن جانے کا خوف اور غفلت کا عنصر بڑھتا جاتا ہے۔بقول بہادر شاہ ظفر:

کم نہیں ہوتی اس دنیا کی الفت بڑھتی جاتی ہے
جوں جوں عمر ہے گھٹتی جاتی غفلت بڑھتی جاتی ہے

انسان اسی غفلت اور بے عملی کا شکار رہتا ہے، بے خبری میں مبتلا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی اجل کا پیام آجاتا ہے۔اور جب یہ پیغام آجائے گا اور زندگی کی گھڑیاں مکمل ہوجائیں گی تو پھر کسی بھی طور اس میں اضافہ نہ کیا جائے گا۔''وَلَن یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ''اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آجائے۔(المنافقون)

پھر اس کے لئے سوائے افسوس اور اس بات کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وائے نادانی میں تو اپنے اعمال سے بالکل ہی بے خبر تھا دنیا میں اپنے رب کی رضا وخوشنودی کے حصول کی خاطر آیا تھا اور اس کے برعکس غضب اور ناراضگی مول لے کر جارہا ہوں یعنی میں تو بے خبری میں مارا گیا، کیا کرنا تھا اور کیا کرکے جارہا ہوں۔

اعمال سے میں اپنے بہت بے خبر چلا
آیا تھا کس لئے اور کیا میں کر چلا
(سودا)

ہمارے اعمال ایسے ہیں کہ جب میزان سجے گا اعمال تولے جائیں گے اس وقت سوائے شرمساری وندامت اور افسوس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اس بے خبری پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے مسلسل روگردانی کرتے ہوئے گناہوں کے پہاڑ جمع کرنے کے باوجود ہم مغفرت اور جنت کے اعلیٰ درجوں کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔القہار اور الجبار کے قہر اور جبر کی ہمیں کچھ بھی پرواہ نہیں،(الا ماشاء

اللہ، ونعوذ باللہ من ذالک)، بقول اقبال عظیم:

ہم نے حق مغفرت کو اپنا ورثہ جان کر
یہ تصور کرلیا قہر خدا خاموش ہے

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم صرف ڈر اختیار کریں اور امید کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں۔ صرف ڈر انسان کو مایوس کردے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ انسان مایوسی اور ناامیدی سے بچنے کے لئے امید کا سہارا لے لیکن غفلت اور بے حسی سے محفوظ رہنے کے لئے ڈر (تقویٰ) کو بھی تھامے رکھے۔ اگر ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر نظر دوڑاتے ہیں ان کے یہاں امید اور خوف کا ایسا حسین امتزاج نظر آتا ہے اور وہ اس اعلیٰ ترین کیفیت پر فائز نظر آتے ہیں جس کا آج تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر یہ اعلان ہو کہ کوئی ایک شخص ہی جنت میں جائے گا تو میں امید کرتا ہوں وہ میں ہی ہوں گا اور (اللہ کے قہر سے ڈراتا کہ) اگر یہ اعلان ہو کہ کوئی ایک شخص ہی جہنم میں جانے والا ہوگا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ بھی میں ہوسکتا ہوں۔

مغفرت ہمارا حق نہیں خالصتاً رب کی عطا و کرم و فضل ہے۔ جو دائمی سکون و راحت کا سبب اور اخروی نجات کا باعث ہے۔ لہٰذا ابدی سکون و راحت اور آخرت کی آگ سے بچنے کی فکر کی جانی چاہئے۔ جس کی اللہ رب العزت نے قرآن مجید اور فرقان حمید میں تاکید کی ہے۔ اے ایمان والو! اپنی جان اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ (التحریم)

غفلت اور بے عملی کا توڑ:

شعبان کا مہینہ ہمیں وقت کی اہمیت کا بھی احساس دلاتا ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ اس مہینہ میں سال بھر میں دنیا سے رحلت کرجانے والے افراد کی فہرست تیار کی جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں بھی شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے اور وہ اس لئے کہ اس مہینہ، اس سال میں مرنے والوں کی فہرست تیار کی جاتی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

اب کون جانے کہ اس میں ہمارا نام بھی شامل کیا جاچکا ہے یا نہیں۔ اب جب یہ احساس ہم پر غالب ہوگا تو کسی بھی فرد کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ فراغت کے ساتھ بیٹھے۔ اس میں شک نہیں کہ دنیاوی زندگی فانی ہے۔ اسے ایک دن ختم ہوجانا ہے۔ وہ آخری لمحہ خواہ ایک دن بعد آئے یا ہزار سال کے بعد بہرحال اختتام لازم ہے، لیکن اگر اسی فانی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ فانی زندگی ہی ہمیں جاودانی لمحات اور ابدی نعمتوں سے نوازے گی۔ ☆☆

اظہار تعزیت

☆......اوکاڑہ (مولانا عبدالرزاق مجاہد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے جنرل سیکریٹری اکابرین ختم نبوت کے پرانے ساتھی میاں محمد معصوم انصاری کی بیٹی ۴؍جنوری ۲۰۲۲ء کو انتقال کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب، مولانا پیر رضوان نفیس صاحب جنازے میں قصور کے علماء کے ساتھ شریک ہوئے۔ اللہ رب العزت مرحومہ کی بخشش فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

☆......اوکاڑہ.... ۱۱؍جنوری ۲۰۲۲ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحصیل دیپال پور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بعدازاں جمعیت علماء اسلام اوکاڑہ ضلع کے صدر پیر طریقت سیّد انور شاہ بخاری شاہی مسجد جامعہ محمودیہ تعلیم القرآن کے مہتمم کی اہلیہ مرحومہ کی تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ اللہ رب العزت حضرت شاہ صاحب کے خاندان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ جنازہ میں اوکاڑہ کے علماء کرام نے کثرت سے شرکت کی۔

☆......مظفرگڑھ.... ممتاز عالم دین مولانا پروفیسر جناب ابراہیم بھٹی کی والدہ ماجدہ ۱۴؍فروری ۲۰۲۲ء کو اپنے آبائی شہر ضلع مظفرگڑھ میں کچھ دن علیل رہ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، باعمل اور اسلامی دعوت وفکر کا جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ کے سارے فرزند اسلام کے عظیم سپاہی ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا ابراہیم بھٹی صاحب کی والدہ محترمہ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (سیف الرحمٰن سپرا جھنگوی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی فقہی بصیرت

مولانا محمد نعمان بن خلیل اللہ

اسلامی تعلیمات کے اصولی مآ خذ قرآن کریم اور حدیث شریف کو بعینہ مکمل امانت داری کے ساتھ آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا نام روایت ہے، اور ان مآ خذ میں سموئے ہوئے موتی اور جواہرات کو نکالنے، مقصدِ کلام الٰہی (عزوجل) اور مرادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کامل ادراک کو فقاہت کہتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جس طرح روایت کے باب میں سب سے اعلیٰ معیار پر قائم ہیں، اسی طرح فقاہت کے باب میں بھی ان کا کوئی مثل نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دینی، عملی اور علمی تربیت کی، وہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فقہی تربیت بھی فرمائی۔

عہد رسالت میں فقہی تربیت کا نمونہ:

مرفوع حدیث کی اقسام میں ایک قسم تقریر کی ہے، اور یہ تقریر فقہی تربیت کا اہم ترین عنصر اور جزو ہے، جس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بعض حالات میں اپنی صواب دید پر، موقع محل کے مناسب، کوئی عمل کر لیتے، پھر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کرتے، جو عمل اسلامی روح، اور مرادِ شریعت کی عین موافق ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصویب فرماتے، سب کے سامنے حوصلہ افزائی فرماتے اور جب اس کے خلاف کوئی عمل سامنے آ تا تو برملا برأت فرما دیا کرتے، مسبوق شخص کس طرح اپنی نماز پوری کرے گا، یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت 18ھ) کے عمل سے معلوم ہوا، ان کے اس اجتہادی عمل کی نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویب فرمائی، بلکہ ان کے اس عمل میں ان کی پیروی کا حکم دیا۔(مسند احمد بن حنبلؒ)

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میدان جنگ میں ایک نومسلم شخص قتل ہوگیا، یہ ان کا اجتہاد تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برملا ان کے اس عمل سے برأت کی اور برملا اعلان اس لئے تھا تا کہ کوئی ان کی اس خاص عمل میں اقتدأ نہ کرے۔(صحیح البخاری)

یہ فقہی تربیت کا ایک نمونہ ہے اور فقہی تربیت کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے یہ ضروری تھا کچھ معاملات میں قرآن، اور شارح علیہ الصلوۃ والسلام خاموش رہیں، اور دین اسلام کے اولین علمبردار صادقین ومتقین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کسی نووارد حادثہ اور مسئلہ کا شکار ہوکر موجودہ ذخیرہ علم کو سامنے رکھ کر اپنے غور وفکر سے کوئی عمل کر گزریں اور شارح علیہ الصلوۃ والسلام اس پر خاموشی اختیار کریں یا تصویب، اور حوصلہ افزائی فرمائیں یا پھر اس سے روک دیں۔

دین کا ایک بڑا حصہ تقریراتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہے، کئی عبادات و معاملات اور شرعی احکام تقریراتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشنی میں ہم تک پہنچے ہیں اور چونکہ تقریراتِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فقاہت وفہم شریعت کے کامل ادراک پر کھلی دلیل ہے، جس سے فقہاء صحابہ کی پیروی کرنا بھی لازم آتا ہے تو ائمہ مجتہدین کی فقہی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہئے اور ان کی اتباع کو اپنی نجات کا ذریعہ گردانا چاہئے کیوں کہ جس طرح روایت کے باب میں اولین سہرا اولین مخاطبین کے سر پر ہے، اور اس کے بعد یہ نصیب محدثین کرام کو حاصل ہوا ہے، اور ان کی روایت کو دینی امور میں اس طرح قبول کرنا، جس طرح صحابی کی روایت کو قبول کرنا ضروری ٹھہرا ہے، تو اسی طرح فقاہت واجتہاد بھی موروثی ہے، جس طرح صحابی کے اجتہاد کے اتباع کا حکم ہے، اسی طرح ائمہ مجتہدین کی فقاہت کا اتباع بھی مطلوب ہے۔

عہد صحابہؓ وتابعینؒ میں فقہی تربیت کی مثال:

اگر دل میں یہ خیال گزرے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فقاہت کی تربیت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، اسی لئے ان کے اجتہاد کو قبول کیا گیا ہے، جبکہ ائمہ مجتہدین کی فقاہت تو نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے نہیں گزری۔

تو ہرگز اس خیال کو دل میں نہیں پنپنے دینا چاہئے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح فقہی تربیت کرکے صحابہ کو فقیہ بنایا، اسی طرح انہیں فقہی تربیت کرنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی فقہی تربیت فرمائی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ مشاورتی مجالس میں رکھنا، ان کی فقہی تربیت کا حصہ تھا، اسی طرح بعض تابعینؒ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس رہ کر فقہی تربیت پائی، جیسے سعید ابن المسیب (ت 94ھ) نے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت 59ھ) کی خدمت میں، علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ (ت 62ھ) نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت 32ھ) کی خدمت میں رہ کر فقاہت کا درس لیا، اور مدینہ کے فقہاء سبعہ نے بھی فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے تربیت پائی تھی، یہی سلسلہ چلتا ہوا ائمہ متبوعین تک پہنچتا ہے، جس دلیل وحکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی فقاہت واجتہاد کا اتباع لازم ہے، اسی حکم سے ائمہ متبوعین کے اجتہاد کا اتباع ضروری ہے۔

انہی تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک نام عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات:

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واقعہ فیل کے دس سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدائش ہوئی، دارارقم کے قیام سے کچھ قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے، حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، مدینہ منورہ کے نامور تاجروں اور غنی و مالدار صحابہ میں شمار ہوتا ہے، تمام غزوات میں شرکت کی، سریہ دومۃ الجندل میں لشکر کے امیر مقرر کئے گئے، سخاوت وضیافت میں مشہور ہیں، عشرۂ مبشرہ میں سے ایک ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کی سپردگی کا کام جن چھ صحابہ کرامؓ کے ذمہ لگایا تھا، ان میں ایک نام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا، بعدازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا حتمی فیصلہ آپ ہی نے کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے بعد امہات المؤمنین کی ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی، فقہاءِ سبعہ میں حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ آپ ہی کے فرزند ہیں، 32 ہجری میں وفات پائی۔ (الطبقات لابن سعد)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فقہی استنباطات:

1- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امامت کے لئے آگے بڑھنے کا استشہاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توثیق:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت پر سب سے بڑی اور پہلی دلیل غزوۂ تبوک کے سفر کا وہ واقعہ ہے، جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی نماز میں صحابہ کی امامت کرائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔

(الطبقات لابن سعد)

اس واقعہ کی تین دفعات سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت ثابت ہوتی ہے۔

ا: ... واقعہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے امامت کے لئے آگے پیش ہونا؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ قافلہ سے جدا ہو کر قضاءِ حاجت کے لئے گئے ہوئے تھے، جس سے لوٹنے میں تاخیر ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کا انتظار کیا، مگر نماز کا وقت ہو جانے کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشورہ کیا، ایسے وقت میں یہ فیصلہ لینا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی اور امام بنے یقیناً مشکل ترین فیصلہ تھا خاص طور پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد متوقع بھی ہو، تاہم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فقہی بصیرت کی بنیاد پر آگے بڑھے اور امامت کرائی۔

۲: ... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا آپ کی امامت پر متفق ہونا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی کی امامت پر متفق ہو سکتے تھے جو علم وعمل اور فقاہت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہوں۔

۳: ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی اقتدا کرنا، آپ کی امامت کو برقرار رکھنا علاوہ ازیں آپ کی تائید میں یہ جملہ فرمانا: ''ما قبض نبي قط حتى يصلي خلف رجل صالح من امته'' کوئی نبی اس وقت تک دار فانی سے کوچ نہیں کرتا جب تک اپنی امت کے کسی نیک آدمی کی اقتدا میں نماز نہ پڑھ لے۔

2- تعیین حد میں آپ رضی اللہ عنہ کا استنباط:

حدود شرعیہ وہ سرزنشیں اور سزائیں کہلاتی ہیں جو کسی معاشرتی اور اخلاقی وکرداری بے راہ روی کی روک تھام کے لئے شریعت کی جانب

سے مقرر کی گئی ہوں، جیسے حدزنا، حدسرقہ وغیرہ، انفرادی اوراجتماعی زندگی کے بگاڑ کا ایک بڑا سبب شراب نوشی ہے، گو کہ زمانۂ جاہلیت میں شراب بکثرت پی جاتی تھی مگر شریعت کی تدریجی تربیت کی وجہ سے اس کی شناعت دلوں میں بیٹھ گئی، تاہم پھر بھی کسی سے یہ جرم سرزد ہوجاتا تو کوئی مقرر حد نہیں تھی بلکہ حسب حال کسی کو چالیس کوڑے مار دیئے جاتے، یا اس سے کم کوئی سزا دے دی جاتی، عہد صدیقی میں چالیس کوڑے مارے جاتے، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور اسلامی قلمرو میں فتوحات کی بنیاد پر مسلسل اضافہ ہونے لگا تو اطراف کے مسلمانوں کی شراب سے قربت بڑھ گئی، شراب نوشی کے واقعات بڑھنے لگے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلسِ مشاورت میں یہ بات رکھی اور فرمایا ایک حد مقرر ہونی چاہئے، اب کتنی حد مقرر ہونی چاہئے؟ اس پر گفتگو جاری تھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شریعت میں مقررہ حدود میں سب سے کم حد کو مقرر کیا جائے، اور وہ ہے 80 کوڑے، اسی پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا کہ شراب پینے سے فحش گوئی اور تہمتوں کا دروازہ کھلتا ہے، اور تہمت کی سزا 80 کوڑے ہیں، تو شاربِ خمر کو بھی اسی کوڑے لگائے جائیں، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر 80 کوڑوں کا فیصلہ کیا گیا۔

اس واقعہ میں سابق الذکر دونوں حضرات کی فقہی بصیرت اور ملکۂ استنباط واستشہاد کا ظہور ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم)

(نوٹ صحیح مسلم کی روایت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور المؤطا کی روایت میں علی کرم اللہ وجہہ کا ذکر ہے، امام نووی نے دونوں کو جمع کیا ہے ہم نے وہی اختیار کیا ہے)

3- استلام رکن اور آپ رضی اللہ عنہ کا اجتہادی عمل:

یہ بات بالکل واضح اور مسلم ہے کہ امور عبادت میں فرائض و واجبات اور سنن کی اصطلاحات عہد رسالت میں رواج پذیر نہیں تھیں، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بالخصوص فقہاء صحابہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام کو عبادات کرتے دیکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اور اپنی فقہی بصیرت سے اس کا درجہ متعین کرلیتے تھے، جس کی بسا اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم توثیق فرماتے اسی طرزِ عمل کی ایک عملی مثال سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ کے بیان سے ملتی ہے، موصوف صحابی جلیل فرماتے ہیں کہ جب میں بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ استلام رکن میں آپ نے کیا عمل اختیار کیا؟ میں نے عرض کیا کہ کبھی استلام کیا اور کبھی چھوڑا (یعنی فرض اور واجب سمجھ کر ہمیشہ نہیں کیا بلکہ سنت و مستحب سمجھ کر کبھی استلام کیا اور کبھی ترک کیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے درست راہ اختیار کی۔ (معجم الصغیر للطبرانی)

اس سے جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت پر مہر نبوت ثبت ہوتی ہے، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقہی تربیت کا اسلوب و انداز بھی معلوم ہوتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی مرویات میں فقاہت کی جھلک:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں آپ کے فقہی اور حدیثی مقام و مرتبہ کا اندازہ ان روایات سے لگایا جاسکتا ہے جو صرف آپ سے منقول ہیں، کیوں کہ عموماً ہر شخص اس فن کی احادیث کو زیادہ یاد رکھتا ہے جس کا وہ ماہر ہو، فقہاء صحابہ کرامؓ سے فقہی روایات ہی زیادہ تر منقول ہوتی ہیں، جیسے عام طور پر اقضیہ کی احادیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرائض و میراث کی روایات میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حلال و حرام کی احادیث میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو ترجیح حاصل ہوتی ہے، کیوں کہ وہ ان فنون کے ماہر اور خوگر تھے۔ (التقیید والایضاح للعراقی) بطورِ مثال تین روایات پیش کی جاتی ہیں۔

1- مجوس سے جزیہ قبول کرنا:

مجوسیوں سے جزیہ قبول کرنے کے سلسلے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ متردد تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا، یہ حدیث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا موجودہ لوگوں میں کسی کے پاس نہ تھی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف آپ کی روایت کی وجہ سے جزیہ قبول کرنے کا فیصلہ کیا، جس سے خبر واحد کی حجیت معلوم ہوتی ہے۔ (السنن ابی داؤد)

2- وبائی علاقوں کے متعلق نبوی ہدایت:

۱۸ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ شام کے سفر پر نکلے، مقام سرغ تک پہنچنے پر خبر ملی کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اولاً مہاجرینِ اولین سے مشاورت کی، مجلس مشاورت میں اختلاف ہوا، کوئی حتمی

فیصلہ نہ ہوسکا، پھر انصار صحابہؓ سے مشاورت کی، اس میں بھی اختلاف ہوا، اور کسی حتمی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے، پھر آپ نے قریش کے بڑے سردار جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی، ان سے مسئلہ کا حل دریافت کیا، سب ایک رائے پر متفق ہوئے کہ خود کو وبا میں داخل نہیں کرنا چاہئے اور واپس لوٹ جانا بہتر ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس لوٹنے کا فیصلہ سنایا، اس پر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں تب آپ نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

’’جی ہاں! ہم تقدیرِ الٰہی سے تقدیرِ الٰہی کی طرف کوچ کررہے ہیں۔‘‘

اس تمام کارروائی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل نہ تھے، وہ کسی کام سے کہیں گئے ہوئے تھے، اچانک وہ تشریف لائے اور جب انہیں تمام ماجرے کا علم ہوا تو فرمایا ایسے موقع کے لئے تو میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

’’جب تم کسی علاقے کے متعلق سنو کہ اس میں وبا ہے، تو وہاں داخل مت ہونا اور اگر جہاں تم رہ رہے ہو، وہاں وبا پھیل جائے تو بھاگنے کی غرض سے نہ نکلنا۔‘‘

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوئے، شکر ادا کیا اور لوٹ گئے۔

(صحیح بخاری)

3-نماز میں بھول جانے کے وقت بناء کرنا:

نماز میں تعدادِ رکعات میں اشتباہ اور وہم ہونے کی وجہ سے استئناف کیا جائے یا بناء؟ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مسئلہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت اور نبوی رہنمائی دریافت فرمائی، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے پاس تو کوئی حدیث نہیں، یہی گفتگو چل رہی تھی کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، تو ان سے مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا، جب آپ نے مسئلہ کے متعلق سنا، تو فرمایا میرے پاس اس مشکل کا حل موجود ہے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

’’جب تم نماز میں ہو اور شک ہو جائے، اگر پہلی اور دوسری رکعت میں شک ہو تو پہلی پر بنا کرے، دوسری اور تیسری میں شک ہو تو دوسری پر بنا کرے، تیسری اور چوتھی میں اختلاف ہو تو تیسری کو اصل بنائے اور پھر سلام سے قبل سجدہ سہو کرے، بعد ازاں سلام کرے۔ (مسند احمد بن حنبل)

یہ تینوں روایات آپ کی فقہی بصیرت اور فقیہانہ مقام ومرتبہ کی عکاسی کرتی ہیں۔☆☆

تقریب تکمیل حفظ قرآن کریم

کیماڑی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ کیماڑی کراچی کے نگران مولانا حضرت حسین کے ادارہ مدرسہ اسلامیہ معارف القرآن میں سالانہ تقریب تکمیل حفظ قرآن کریم کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز قاری نعیم اللہ حبیب کی تلاوت اور مولانا محمد حبیب اللہ ارمانی کی نعت شریف سے ہوا۔ مولانا حضرت حسین نے اپنے بیان میں کہا کہ عالم اسلام میں قرآن کریم سب سے زیادہ پڑھی اور پڑھائی جانے والی مقدس آسمانی کتاب ہے۔ اس طرح قرآن کریم کو پڑھنے پڑھانے سے حفاظت قرآن کا فریضہ ادا ہورہا ہے، اس کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے پر اللہ جل شانہ نے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ مولانا محمد رضوان قاسمی نے خطاب کرتے ہوئے تکمیل حفظ قرآن کریم کرنے والے طلبہ اور والدین کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی۔ وہ والدین خوش قسمت ہیں جن کی اولاد اس قرآن کریم جیسی عظیم دولت سے مالا مال ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی عملی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق گزاریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر عمل کریں۔ آپ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ مولانا مفتی فیض الحق نے بھی قرآن کریم کی عظمت وفضیلت پر تفصیلی بیان کیا۔ تقریب میں علماء، طلبہ کے علاوہ اہل محلّہ نے بھی شرکت کی۔

یومِ حساب سے پہلے

محاسبہ کی ضرورت!

وعظ: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

’’..... اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَتَبَ اِلٰی بَعْضِ عُمَّالِہٖ، فَکَانَ فِیْ آخِرِ کِتَابِہٖ: اَنْ حَاسِبْ نَفْسَکَ فِی الرَّخَآءِ قَبْلَ حِسَابِ الشِّدَّۃِ فَاِنَّ مَنْ حَاسَبَ نَفْسَہٗ فِی الرَّخَآءِ قَبْلَ حِسَابِ الشِّدَّۃِ عَادَ مَرْجِعُہٗ اِلَی الرِّضَآءِ وَالْغِبْطَۃِ، وَمَنْ اَلْھَتْہُ حَیَاتُہٗ وَشَغَلَتْہُ سَیِّئَاتُہٗ عَادَ مَرْجِعُہٗ اِلَی النَّدَامَۃِ وَالْحَسْرَۃِ، فَتَذَکَّرْ مَا تُوْعَظُ بِہٖ لِکَیْ تَنْتَھِیَ عَمَّا تُنْھٰی عَنْہُ‘‘ (کنزالعمال ج:۱۶حدیث:۴۴۱۹۰)

’’عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَتَبَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَمَّا بَعْدُ! فَالْزِمِ الْحَقَّ یُبَیِّنْ لَکَ الْحَقُّ مَنَازِلَ اَھْلِ الْحَقِّ وَلَا تَقْضِ اِلَّا بِالْحَقِّ وَالسَّلَامُ۔‘‘

(کنزالعمال ج:۱۶ حدیث:۴۴۱۹۳)

ترجمہ:......’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض گورنروں کو ایک خط لکھا اور اس کے آخر میں تھا کہ: کشائش کے زمانہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرو، سختی کے حساب سے پہلے، جو شخص اپنا محاسبہ کرتا رہے گا جب شدت اور سختی کا وقت آئے گا تو اس کا انجام رضائے الٰہی اور غبطہ کی شکل میں نکلے گا، اور جس کو اس کی زندگی نے غافل کردیا اور اس کی برائیوں نے اس کو مشغول رکھا، تو جب اس کا انجام نکلے گا تو نہایت ندامت اور حسرت کا انجام ہوگا، پس جو نصیحت تم کو کی جارہی ہے اس پر غور کرو تاکہ جس چیز سے رکنا چاہئے اس سے تم باز رہ سکو۔‘‘

ترجمہ:......’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو خط لکھا فرمایا کہ: حق کو لازم پکڑو، حق، تمہارے لئے اہل حق کے منازل واضح کردے گا، اور کوئی فیصلہ حق کے بغیر نہ کرنا۔ والسلام۔‘‘

حضرت عمرؓ کا صحابہؓ کو نماز کی تلقین کرنا:

یہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دو خطوط ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے حکام، صوبے داروں اور دوسرے ایسے لوگ جو حکومت میں دخیل ہوتے ہیں، ان کو وقتاً فوقتاً نامہ گرامی لکھتے رہتے تھے، ان کو نصیحت فرماتے رہتے تھے، اور تنبیہات فرماتے تھے، مؤطا امام مالک میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ:

’’اِنَّ اَھَمَّ اَمْرِکُمْ عِنْدِی الصَّلَاۃُ فَمَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا حَافَظَ عَلٰی غَیْرِھَا وَمَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاھَا اَضْیَعُ۔‘‘

(مؤطا امام مالک ص:۵)

ترجمہ:......’’میرے نزدیک تمہارے تمام کاموں میں سب سے زیادہ اہم نماز ہے، جو شخص اس کی محافظت اور پابندی کرے وہ دین کے دوسرے کاموں کی بھی پابندی کرے گا، اور جو شخص اس میں لاپروائی کرے گا اور اس کو ضائع کرے گا وہ دین کی دوسری باتوں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔‘‘

اس کے بعد اسی خط میں نماز کے اوقات تحریر فرمائے ہیں کہ فلاں فلاں وقت نماز پڑھا کرو۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں طویل مدت تک رہے ہیں، اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اچھی طرح علم ہے، چند صحابہ جو بہت شدت سے روایتیں کرتے ہیں، ان میں ایک نام حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، اس کے باوجود ان کو اس معاملہ میں خط لکھ رہے ہیں تاکہ حکومت کی ذمہ داریوں، اس کی مصروفیات اور اس کی مشغولیت کی وجہ سے کسی قسم کی سستی اور تہاون پیدا نہ ہوجائے۔

کشائش کے زمانہ میں اپنے محاسبہ کی ضرورت:

یہ خط جو میں نے آپ کے سامنے پڑھے

ہیں ان میں سے پہلا خط حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک عامل کو یعنی حاکم اور گورنر کو لکھا اور اس میں بہت ساری باتیں تحریر فرمائی تھیں، اس کے آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ کشائش کے زمانے میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرو، جبکہ تم پر پکڑ دھکڑ کرنے والا کوئی نہیں، اور تمہیں کسی سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں، اس وقت اپنے آپ کا محاسبہ کیا کرو۔ سختی کے حساب سے پہلے۔ سختی کا حساب ہے قیامت کے دن کا حساب۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فقرہ عام طور پر مشہور ہے کہ: ’’اپنا حساب کر لو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔‘‘ یہی مطلب ہے اس جملہ کا بھی کہ شدت کا حساب پیش آنے سے پہلے پہلے کشائش، نرمی اور فراخی کے زمانے میں اپنا حساب کیا کرو۔

محاسبہ سے پہلے محاسبہ کے فوائد:

اس کے بعد فرمایا: جو شخص شدت کے زمانے سے پہلے پہلے کشائش کے زمانے میں اپنا حساب کر لیتا ہے اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جب اس کا حساب ہوگا، تو اس کا نتیجہ رضا اور غبطہ کی شکل میں نکلے گا، یعنی اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور لوگوں کو اس کی حالت پر رشک آنا، اس کے حساب کو قیامت کے دن دیکھ کر حق تعالیٰ شانہ کی رضامندی کا اعلان ہوگا، اور محشر کے لوگوں کو اس شخص پر رشک آئے گا کہ اے کاش! ہمارے ساتھ بھی یہ معاملہ کیا جاتا۔

اپنا محاسبہ نہ کرنے والوں کا انجام:

جو شخص ایسا ہوتا ہو کہ زندگی اس کو غافل کردے اور اس کی سیئات، برائیاں اس کو مشغول رکھیں، تو اس کا نتیجہ ندامت اور حسرت ہوگا، قیامت کے دن ایسا آدمی پشیمان ہوگا اور حسرت اٹھائے گا۔

قرآن کریم میں فرمایا:

’’اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ۔‘‘ (الزمر:۵۵)

ترجمہ:......’’ہائے افسوس اس پر جو میں نے کوتاہی کی اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں، تفریط کی، اور میں تو تھا ہنسی مذاق سمجھنے والوں میں سے (کہ قیامت کا حساب ہنسی کھیل ہے)۔‘‘

تو ایک بات تو یہ تحریر فرمائی اور دوسری بات یہ تحریر فرمائی کہ جس چیز کی تمہیں نصیحت کی جارہی ہے اس پر غور و فکر کیا کرو تا کہ جن چیزوں سے رکنا چاہئے تم ان سے رک سکو اور باز رہ سکو۔

محاسبہ اور نصیحت حاصل کرنا:

تو ایک ہے محاسبہ اور دوسرا ہے نصیحت حاصل کرنا۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا نامہ اعمال لے کر، اپنے عمل کے دفاتر لے کر پیش ہونا ہے اور اپنا حساب کروانا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفع و نقصان کا میزانیہ آج ہی لگا لے۔

روز کے روز کا حساب:

اکابرؒ تو فرماتے ہیں کہ روز کا روز حساب لگاؤ، عشاء کی نماز کے بعد جب لیٹنے لگو، تو تھوڑا سا وقت اس کے لئے مقرر کرو، صبح سے لے کر شام تک جو کچھ ہم نے کیا ہے، کتنے لمحات ہم پر گزرے ہیں اور ان لمحات کو ہم نے کس مصرف پر خرچ کیا؟ اچھے کام پر خرچ کیا ہے یا برے کام میں یا لایعنی کام میں؟ تین ہی شکلیں ہوسکتی ہیں، اگر اچھے کام میں خرچ کیا ہے تو شکر کرو اور کہو: ’’اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔‘‘ لیکن پھر یہ بھی سوچ لو کہ جو اچھے کام کئے ہیں، جیسے کرنے چاہئے تھے، ویسے ہی کئے ہیں؟ ان کا حق ادا کرنے کی کوشش کی؟ کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت کا حق تو ادا نہیں ہوسکتا، اور حق تعالیٰ شانہ کی عبادت کا حق کس سے ادا ہوسکتا ہے؟ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا میں نے حق ادا کرنے کی کوشش بھی کی ہے یا نہیں؟ اگر کوشش کی ہے تو اس پر شکر بجالاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو پھر ان نیک اعمال بجالانے میں جتنی کوتاہیاں، لغزشیں اور غفلتیں ہوئی ہیں ان پر توبہ استغفار کرو۔ ایک ہی چیز پر شکر بھی ہے اور استغفار بھی ہے۔ شکر تو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ان اوقات کو نیک کام میں مشغول کردیا: ’’اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔‘‘

نیکی کی توفیق پر شکر:

ہمارے ایک بزرگ ہیں، جو بہت زیادہ اچھی قسم کی انگریزی جانتے ہیں، قادیانیت کے بارے میں انہوں نے میرے رسائل کا ترجمہ کیا ہے، اب بھی وہ اس کام میں مشغول رہتے ہیں، تھوڑا بہت کرتے رہتے ہیں، اور ان کے انگریزی ترجمہ کی ایک جلد چھپ چکی ہے، تین دن پہلے میرے پاس آئے تھے اور اتنا شکریہ ادا کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے مجھے بہت ہی اچھے کام میں لگادیا، خالصتاً لوجہ اللہ وہ اس کام کو کرتے ہیں، کوئی معاوضہ نہیں، کوئی ستائش نہیں، ممنون تو مجھے ان کا ہونا چاہئے تھا، لیکن وہ اتنی ممنونیت کا اظہار کر رہے تھے کہ کچھ پوچھو نہیں۔ مالک کی طرف سے نیک کام کی توفیق

مل جانا اور کسی اچھے کام میں ہمیں لگا دینا یہ کوئی معمولی احسان نہیں، اللہ تعالیٰ کا تو اس پر شکر کرو، دوسرا یہ کہ ہمارے اس کام میں جتنی کوتاہیاں، لغزشیں اور غفلتیں ہوئی ہیں اور جیسا ہمیں کرنا چاہئے تھا، ویسا بن تو کیا پڑتا ہم نے کوشش بھی نہیں کی، اس پر استغفار کیا جائے، شیخ عطارؒ فرماتے ہیں:

بے گناہ نگزشت بدما ساعتے
اور بہ حضور دل نہ کردم طاعتے

ترجمہ:...... ''بغیر گناہ کے ایک گھڑی بھی ہم پر نہیں گزری، دل کی حاضری کے ساتھ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے ایک بھی عبادت کی ہو۔''

زندگی میں کوئی عبادت تو ایسی ہو.....:

زندگی میں ایک عبادت تو ایسی ہوتی جو میں نے دل کی حاضری کے ساتھ ادا کی ہوتی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

''مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ۔''

(مشکوٰۃ ص:۳۸)

ترجمہ:...... ''جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، (وضو کو بھی عبادت سمجھ کر کرے کہ یا اللہ! میں ظاہر کو پاک کر رہا ہوں تو میرے باطن کو بھی پاک کردے، ایسا وضو کرے کہ پانی سے صرف ظاہری اعضا پاک نہ ہوں، بلکہ اس کا باطن بھی پاک ہوجائے، دھل جائے) ایسے وضو کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وضو کرنے ہی سے اس کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔''

خیر یہ گفتگو دوسری طرف چل پڑے گی، میں تو دوسری حدیث سنا رہا تھا کہ:

''مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِیْهِمَا بِشَیْءٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔''

(مشکوٰۃ ص:۳۹)

ترجمہ:...... ''اچھی طرح وضو کرے، وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، اور ان دو رکعتوں میں اپنے نفس کے ساتھ باتیں نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان دو رکعتوں کی برکت سے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔''

دو رکعت پر جنت کا وجوب:

اور دوسری حدیث میں ہے کہ:

''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْئَهٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلًا عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔'' (مشکوٰۃ ص:۳۹)

ترجمہ:...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مؤمن بندہ اچھی طرح وضو کرلیتا ہے پھر دو رکعت اس طرح پڑھتا ہے کہ اپنے دل اور اپنی ذات سے نماز کی طرف متوجہ ہے، اللہ تعالیٰ ان دو رکعت کی برکت سے جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔''

اب سوچو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ وضو کرے اور وضو کرکے دو رکعتیں ایسی پڑھے کہ اپنے نفس سے باتیں نہ کرے، بلکہ اللہ سے باتیں کرے، کیا کبھی ہم نے ایسی نماز پڑھی ہے؟

کبھی قصد بھی کیا؟

طالب علم، شیخ سے حدیث پڑھ رہے تھے تو یہ حدیث آئی، طالب علم نے کہا کہ: حضرت! ایسی نماز کون پڑھ سکتا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ: کبھی قصد بھی کیا ہے؟ افسوس اس پر نہیں کہ تم پڑھ سکتے ہو یا نہیں؟ یا تم نے پڑھی ہے یا نہیں پڑھی؟ ماتم تو اس کا ہے کہ تم نے کبھی اس کا قصد بھی کیا کہ آج مجھے ایسی نماز پڑھنی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق ہوجائے۔ قصد تو کرو، تو شیخ عطارؒ فرماتے ہیں کہ دل کی حاضری کے ساتھ ایک بھی عبادت نہیں کی اس پر استغفار کرو۔ یا اللہ! ہم سے جو کوتاہی ہوئی ہے، آپ اپنی رحمت کے ساتھ اس کا تدارک فرمادیجئے۔

ایک بزرگ کی دعا:

ایک بزرگ دعا کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ:

''اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ، وَلَا تَصْنَعْ بِنَا مَا نَحْنُ اَهْلُهٗ۔''

ترجمہ:...... ''یا اللہ! ہمارے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے شایانِ شان ہے، وہ معاملہ نہ کیجئے جس کے ہم لائق ہیں۔''

صفر کا تجزیہ کرکے بھی اگر کوئی صفر بن سکتا ہے، ہم تو وہ بھی نہیں ہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہم جیسا معاملہ کریں گے تو پھر کیا بنے گا؟ ہم نے اپنی شان کے مطابق کیا، آپ اپنی شان کے مطابق کیجئے، ہم نے عمل کیا اپنی شان کے مطابق، اپنی اہلیت اور نالائقی کے مطابق، اور آپ اس پر رضا مرتب فرمایئے اور اس پر جزا عطا فرمایئے اپنے شایانِ شان! ہمیں نہ دیکھئے بلکہ اپنے کو دیکھئے۔ تو جب اپنی کوتاہی عمل پر توبہ و استغفار

کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے تو اس ندامت اور استغفار کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ ہماری اس کمی کو اپنی رحمت سے پورا فرمادیں گے۔

گناہوں کی گندگی:

اور اگر ہمارا وقت معصیت میں گزرا، نافرمانی میں گزرا، تو اس کے یہ معنی سمجھو کہ ہم نے سفید کپڑوں پر گندگی لگائی، صبح کو اٹھے تھے تو کپڑے سفید تھے، شام ہوئی تو جگہ جگہ بول براز کی گندگی اور نجاست کے داغ دھبے لگے ہوئے تھے، اور ہم سے بدبو آرہی ہے، اب اس کا علاج یہی ہے کہ جلدی سے صابن لو اور اس گندگی کو دھولو، سونے سے پہلے پہلے گناہوں کی گندگی کو اپنے دامن ایمان پر رہنے نہ دو، باقی نہ چھوڑو، کیونکہ سونا مرنے کے مشابہ ہے، سونے سے پہلے پہلے اپنے دامن ایمان کو صاف کرلو، داغ اور دھبوں کو دور کرلو اور ایک دو آنسو بھی ان آنکھوں سے نکل جائیں تو یہ گناہوں کے لئے ایسے ہی کام دیتے ہیں جیسے کہ تیزاب سے رنگ اتر جاتا ہے، دھبے دور ہوجاتے ہیں۔

گناہوں کی گندگی سات سمندروں سے بھی نہیں جاتی:

اس لئے کہتے ہیں کہ گناہوں کی گندگی کو سات سمندر نہیں دھوسکتے، لیکن آنکھوں کے آنسو کا ایک قطرہ بھی نکل آئے تو تمام گناہوں کی گندگی کو دھوڈالتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ میں شاعری کررہا ہوں، شاعری نہیں کررہا، حقیقت بیان کررہا ہوں۔

حدیث شریف میں ہے:

’’عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا، تَعْنِيْ قَصِيْرَةً، فَقَالَ: تعنی قَصِيْرَةً. فَقَالَ: لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مزج بِهَا الْبَحْرُ لَمزجته‘‘(مشکوٰۃ،۴۱۴)

ترجمہ:......’’ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہؓ کے بارے میں میرے منہ سے نکل گیا کہ اتنی سی تو ہے، اور ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ اتنی سی ٹھگنی ہے، (یعنی ہاتھ کا ہی اشارہ کیا تھا اور صرف اتنا کہا تھا زبان سے کہ اتنی سی تو ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اس کی سیاہی کو (سات) سمندر بھی نہیں دھوسکتے۔‘‘

شاعری نہیں کررہا، صحیح بات کررہا ہوں، گناہوں کی گندگی سمندر سے بھی دور نہیں ہوسکتی، ہاں آنکھوں کے پانی سے دور ہوسکتی ہے اور آنکھوں کا پانی نہ آئے تو اس کا بھی علاج فرمادیا کہ: ’’اگر تم رو نہ سکو تو رونے والی شکل ہی بنالو۔‘‘ رونا تو بعض دفعہ اختیاری نہیں ہوتا، لیکن رونے والوں کی شکل بنالینا تو مشکل نہیں ہے۔ اپنے پورے دن کی زندگی کا جائزہ لو اور جائزہ لے کر ایک ایک عمل کے بارے میں اپنی نیکیوں کی بھی اور اپنے گناہوں کی بھی فہرست مرتب کرلو۔

کتنی بڑی دولت ضائع ہوگئی:

اور تیسری قسم وہ وقت ہے جو ہم نے لایعنی ضائع کیا، یعنی جس کا کوئی مصرف نہیں، ٹھیک ہے تم سے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، نفس نے کہہ دیا تھا کیونکہ اس پر تمہاری کوئی پکڑ نہیں ہوگی، لیکن یہ تو سوچو کہ تم نے دولت کتنی ضائع کردی؟ اس پر حسرت تو ہونی چاہئے، اور اگر تضیع اوقات پر بھی کوئی حسرت نہیں ہوتی تو پھر ماتم کا مقام ہے کہ وقت جارہا ہے، گزررہا ہے، بلکہ گزر رچکا ہے اور ہم خالی کے خالی رہے، زیادہ نہیں پانچ منٹ یہ روزانہ کا مراقبہ کرلو، یہ ہے محاسبہ، اور اس کا تدارک کرلو کیونکہ ابھی تدارک کا وقت ہے۔

حاجی محمد شریفؒ کی دعا:

میں نے تمہیں حاجی محمد شریف صاحبؒ کا مقولہ سنایا تھا، وہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے، ملتان میں اسکول کے ماسٹر تھے اور حضرتؒ سے خلافت بھی ملی، اندازہ کرو کتنے نیک آدمی ہوں گے! اسکول ماسٹر ہیں اور حضرتؒ نے ان کو رگڑے کتنے دیئے؟ یہ ان کی سوانح عمری سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ان کے ملفوظات میں میں نے پڑھا کہ میں تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ:

’’یا اللہ! قیامت کے دن آپ میرا حساب لے کر یہی تو بتائیں گے کہ یہ مجرم ہے۔ یہی بتانا چاہیں گے نا کہ یہ مجرم ہے! یا اللہ میں اپنے مجرم ہونے کا ابھی اقرار کرتا ہوں، خود اقرار کرتا ہوں، جو آدمی خود مجرم ہو اور مجرم ہونے کا اقرار کرتا ہو، اس پر گواہوں کے لانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے لئے عدالت قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن آپ مجرم ثابت کریں گے انجام اتنا ہی ہوگا کہ مجھے دوزخ میں ڈالیں گے، اس لئے میں معافی کا طلب گار ہوں، آپ کے عذاب کا تحمل مجھ سے نہیں ہوسکے گا، معاف کردیجئے! میرا کام جرم کرنا اور آپ کا کام معافی دینا ہے، آپ معاف کردیجئے!‘‘

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

لکی مروت کے مدارس

جامعہ حلیمیہ: درہ پیزو لکی مروت کا معروف دینی ادارہ ہے، جو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بعد خیبر پختونخواہ میں بڑے اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ جس میں دورۂ حدیث شریف میں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ سرائے نورنگ ضلع لکی مروت کے ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادھمی کی معیت و رفاقت میں ۲۶/جنوری ۱۱ بجے صبح بیان ہوا، جس میں چناب نگر کورس کے لئے درجنوں طلبہ نے نام لکھوائے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا مفتی سیّد عبدالغنی شاہ مدظلہ ہیں۔ لکی مروت کے ایم این اے مولانا محمد انور مدظلہ اسی ادارہ میں استاذ الحدیث ہیں۔

جامعہ صدیقیہ متورہ: جامعہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد عبداللہ ہیں، ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ یہاں بھی کئی ایک طلبہ نے نام لکھوائے۔

دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت: دارالعلوم کے مہتمم مولانا حبیب اللہ مدظلہ ہیں، ۲۶/جنوری عصر کی نماز کے بعد طلبہ میں بیان ہوا۔

جامعہ عثمانیہ لکی مروت: جامعہ کے مہتمم مولانا عبدالمتین مدظلہ ہیں، یہاں بھی بیان ہوا۔ لکی مروت میں چشمہ روڈ پر کئی ایک جامعات ہیں۔ سب کا تعلق جمعیت علماء اسلام کے ساتھ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے بزرگوں کے ساتھ محبت فرماتے ہیں۔ ان جامعات میں ہر سال راقم حاضری دیتا ہے اور کورس کی ترغیب دیتا ہے۔ الحمدللہ! ان جامعات سے منتہی طلبہ شرکت کرتے ہیں۔

جامع مسجد لاری اڈا سرائے نورنگ: ۲۶/جنوری جامعات کے بیانات سے فارغ ہو کر رات کا آرام و قیام لاری اڈا کی جامع مسجد میں کیا۔ جس کے خطیب مولانا عبدالحمید ہیں، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرائے نورنگ کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم مدظلہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ مجلس کے رفقاء سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ راقم جب بھی سرائے نورنگ آتا ہے۔ قیام لاری اڈا کی مسجد میں ہوتا ہے۔ گزشتہ سال ۳/ فروری کو راقم سرائے نورنگ تھا کہ فرزندی نعمان شہزاد کی وفات کی اطلاع ہوئی اور سرائے نورنگ سے لاہور کا سفر کیا اور اگلے روز نعمان شہزاد کی قبر پر فاتحہ پڑھی اور قضائے الٰہی پر راضی ہوکر شجاع آباد روانہ ہوئے۔

بنوں کا دوروزہ تبلیغی دورہ

بنوں خیبر پختونخواہ کا مشہور شہر ہے، جس کا نام پاکستان کے قیام سے نصف صدی پہلے ۹/نومبر ۱۹۰۱ء کو لارڈ کرزن نے شمال مغربی سرحدی صوبہ نام رکھا۔ ہزاروں سال پہلے آکرہ نامی شہر کا بادشاہ رستم تھا۔ اس کی بہن کا نام بانو تھا، جسے بادشاہ نے آکرہ بخش دیا۔ آکرہ اور اس کے قرب و جوار کو بانو کا شہر کہا جاتا ہے۔ کثرت استعمال کی وجہ سے بانو سے بنوں بن گیا۔ یہاں مدرسہ معراج العلوم کے نام سے ایک قدیم ادارہ ہے، جس کے مہتمم مولانا صدرالشہیدؒ تھے جو ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لے کر ایم این اے منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں اسمبلی میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آج کل مجلس کے مقامی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی ہیں۔ ان کی دعوت پر دوروزہ تبلیغی و تنظیمی دورہ پر حاضری ہوئی۔ مولانا مفتی عظمت اللہ، مولانا عبدالحسیب، مولانا قاری مستقیم شاہ صدر انصارالاسلام اور دیگر حضرات نے سرائے نورنگ سے کچھ فاصلہ میں راقم کا خیرمقدم کیا۔

جامعہ علوم اسلامیہ ہوید میں علماء وطلبہ کے اجتماع سے خطاب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل میریان کے امیر مولانا حافظ شیر محمد مدظلہ کی دعوت پر اور ان کی صدارت میں مضافات کے علماء کرام اور طلبہ کا اجتماع منعقد ہوا۔ ناظم اعلیٰ مولانا تجلی خان، مولانا رحمت اللہ، مولانا اسداللہ، مولانا شاہد اللہ نے خصوصی شرکت کی۔ علماء کرام سے مولانا عابد کمال، مفتی عظمت اللہ، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ نعت ناصر محمود میلسوی نے پیش کی۔ جامعہ علوم اسلامیہ میں اٹھارہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تقریباً تین سو طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ مشکوٰۃ شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ کئی ایک طلبہ نے نام لکھوائے جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۰/جنوری ۲۰۰۰ء کو قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے رکھا۔

ختم نبوت چوک کا افتتاح: عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت بیٹری خیل منڈاں میں مذکورہ بالا علماء کرام نے نعروں کی گونج میں ختم نبوت چوک کا افتتاح کیا۔

بیٹری خیل یونین کونسل میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس: مدرسہ سراج العلوم بیٹری خیل میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس عصر سے عشاء تک منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مفتی عظمت اللہ، مولانا عابد کمال، مولانا عبدالحسیب اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ صدارت مولانا عمل شاہ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا شمس الحق، قاری محمد یوسف امام نے خطاب کیا۔ نعت جناب ناصر محمود میلسوی، محمد ابراہیم، جناب آصف خیالی نے پیش کی۔

بنوں میں دو روزہ تحفظ ختم نبوت کورس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۷ اور ۲۸ ر جنوری کو جامع مسجد ابراہیم محلّہ نواب میں تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ صدارت مولانا مفتی عظمت اللہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی بنوں کے سرجن ڈاکٹر دوست محمد تھے اور انہیں کی خواہش پر یہ کورس منعقد ہوا۔ ۲۷ ر جنوری کو محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کا عقیدۂ ختم نبوت اور حیات اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام سے اختلاف اور مرزاء قادیانی کے دجال و کذاب ہونے پر خطاب کیا۔ ۲۸ ر جنوری کورس کی صدارت مفتی عظمت اللہ نے کی جبکہ مہمان خصوصی مولانا مفتی غلام اللہ تھے۔ مفتی عظمت اللہ نے بنوں میں مجلس کی کارکردگی پر روشنی ڈالی، جبکہ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا۔ کورس میں نوجوانوں نے بڑی رغبت سے شرکت کی۔ دوسرے روز شرکاء کا امتحان بھی لیا گیا۔ امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو ''مولانا مفتی محمودؒ منظوم خراج عقیدت'' بطور انعام دی گئی۔ کورس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ رات کا قیام مرکز علوم ختم نبوت مجلس کے ضلعی دفتر میں رہا۔

جامعہ علوم اسلامیہ داؤد شاہ میں ختم نبوت سیمینار: ۲۸ ر جنوری صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ مولانا صدیق اللہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت داؤد شاہ نے صدارت کی، جبکہ سیمینار کا اہتمام جامعہ کے مہتمم مولانا امیر الدین مدظلہ نے کیا۔ مولانا سراج علی شاہ مہمان خصوصی تھے۔ سیمینار سے مولانا عابد کمال، مفتی عظمت اللہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ طلبہ نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

جامعہ کی بنیاد بنوں کی معروف دینی شخصیت حافظ عبدالغفار مدظلہ نے ۲۰۱۵ء میں رکھی۔ مہتمم مولانا امیر الدین مدظلہ بنائے گئے، ان کے اہتمام میں دس اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۱۸۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ درجۂ کتب کی ثالثہ تک تعلیم ہوتی ہے، جبکہ حفظ کی تین کلاسیں ہیں۔

خطبۂ جمعہ: جامع مسجد منگل میلہ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے دیا۔ منگل میلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا مغفور اللہ ہیں، جبکہ مولانا فہیم اللہ ذمہ داروں میں سے ہیں۔ یہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ممبر سازی کی گئی جس میں تاحیات ممبر سازی میں بیس پچیس حضرات نے نام لکھوائے۔ مولانا قاری محمد عبداللہ بنوں جمعیت کے امیر ہیں۔ مجلس کے رفقاء سے محبت فرماتے ہیں۔ بستر علالت پر ہیں۔ ۲۸ ر جنوری کو ان کی عیادت کی۔ دو روز میں مولانا مفتی عظمت اللہ نے کئی ایک مقامات پر تبلیغی پروگرام اور ملاقاتیں رکھیں آج رات بھی مرکز علوم ختم نبوت میں گزاری۔

کرک کے مدارس

مدرسہ شمس المدارس احمد آباد کرک کے مہتمم مولانا شاہد الرحمٰن ہیں۔ اس مدرسہ کی بنیاد علاقہ کے بزرگوں نے ۱۹۶۰ء میں رکھی۔ اس وقت متذکرہ بالا شخصیت کے اہتمام میں دورۂ حدیث شریف تک تمام کلاسیں زیر تعلیم ہیں، چار کلاسیں حفظ کی ہیں۔ ۳۰ ر جنوری صبح ۱۱ بجے بیان ہوا، جس میں تمام اساتذہ کرام و طلبہ نے شرکت کی۔ کئی ایک طلبہ نے کورس کے لئے نام لکھوائے۔

مدرسہ تدریس القرآن: غنڈی چوکارہ کرک کا قیام ۱۹۸۰ء میں عمل میں آیا۔ حافظ محمد کریم نے بنیاد رکھی۔ بنین و بنات میں دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ ۲۰ اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۴۸۸ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ اس وقت مدرسہ کا اہتمام مولانا فرمان اللہ کے پاس ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا، کثیر تعداد میں طلبہ نے نام لکھوائے۔ دونوں مذکورہ بالا مدارس کے پروگراموں کا اہتمام ضلع کرک کی تحصیل تخت نصرتی کے زعیم مولانا عبدالرزاق مدظلہ نے کیا۔ ان مدارس کے پروگرام سے فارغ ہو کر کرک کے دفتر میں تھوڑی دیر آرام کیا۔ کرک کے امیر مولانا قاری محمود الرحمٰن مدظلہ سے جماعتی امور پر مشاورت ہوئی۔

دارالعلوم دارارقم: سنڈہ خرم کرک کی سنگ بنیاد مولانا مقصود گل مدظلہ نے ۲۰۰۵ء میں رکھی۔ موصوف علاقہ کے جرگوں میں شرکت فرماتے ہیں۔ لوگوں کے ذاتی، گھریلو مسائل کے حل کے لئے مہارت رکھتے ہیں۔ علاقائی مسلمان ان کا بہت احترام کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں پر سر دھنتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے لئے اندرون و

بیرون ملک اسفار جاری رہتے ہیں۔ مدرسہ میں ۱۶ اساتذہ کرام کی نگرانی میں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ موصوف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ بانیٔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ہیں۔ راقم اور مجلس کے رفقاء سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ رات کا آرام و قیام بھی جامعہ دارِارقم میں رہا۔ عشاء کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ کثیر تعداد میں طلبہ نے چناب نگر ختم نبوت کورس میں شرکت کے لئے نام لکھوائے۔

دارالعلوم امام ابوحنیفہ رنگین آباد: چوک لاچی کوہاٹ کی بنیاد ۲۱ر جنوری ۲۰۱۶ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ اور مولانا عبدالقادر نے رکھی۔ سادسہ تک سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف کے بعد تکمیل کی کلاس ہوتی ہے۔ اس کی تکمیل کی کلاس بھی زیر تعلیم ہے۔ مولانا امانت اللہ شاہ مدظلہ کے اہتمام میں ترقی کے منازل طے کررہا ہے۔

جامع مسجد خاتم النبیین تندوری چوک لاچی میں حاضری: جامع مسجد خاتم النبیین کا سنگ بنیاد مولانا قاری اکرام الحق مدظلہ امیر مجلس مردان نے ۲۰۲۰ء میں رکھا۔ جامع مسجد تعمیر و تزئین کے مراحل طے کررہی ہے۔ مولانا سیّد محبوب احمد شاہ مدظلہ کی نگرانی میں بہت سا کام ہوچکا ہے اور کچھ کام باقی ہے۔ اللہ پاک جلدازجلد تعمیر کی تکمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ مولانا سیّد محبوب شاہ مدظلہ کی دعوت پر دعا کے لئے حاضری ہوئی۔

نوشہرہ کے مدارس

جامعہ صدیقیہ دریا پار نوشہرہ کے بانی مولانا محمد عارف مدظلہ ہیں۔ جہاں موقوف علیہ تک کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ پڑھنے والے پروفیسرز، ڈاکٹرز اور سرکاری ملازم ہوتے ہیں، جو عصر سے عشاء تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ایسی دو تین کلاسیں فارغ التحصیل بھی ہوچکی ہیں۔ ۳۱ر جنوری عصر کے بعد بیان ہوا۔

دارالعلوم تقویٰ نوشہرہ کینٹ: دارالعلوم کے مہتمم مولانا محمد بلال ہیں، ساڑھے نو بجے مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ امیر مجلس نوشہرہ، مبلغ مولانا عابد کمال کی معیت میں حاضری ہوئی۔ طلبہ و اساتذہ کرام سے خطاب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، کئی ایک طلبہ نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔

جامعہ عمر فاروق وتڑا اسٹاپ: جامعہ کے بانی مولانا محمد عارف مدظلہ ہیں۔ ۱۲ بجے ان کے مدرسہ میں طلبہ اور اساتذہ کرام سے بیان ہوا۔ چناب نگر کورس کی دعوت دی، طلبہ نے نام لکھوائے۔

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد: جامعہ کے بانی ملک کے نامور عالم دین، شیخ الحدیث، مصنف کتب کثیرہ مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ ہیں، جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل، بانی جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خادم خاص رہے ہیں۔ جامعہ حقانیہ سے دورۂ حدیث کیا، کئی سال تک جامعہ میں استاذ رہے، پھر چند کلومیٹر کے فاصلہ پر براستہ نوشہرہ اپنا ادارہ بنایا۔ اللہ پاک نے ادارہ کو جلد از جلد شہرت کے بام عروج تک پہنچایا۔ سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ جامعہ ابوہریرہ کے بانی مولانا عبدالقیوم حقانی، مجلس اور اس کے رفقاء کے ساتھ بہت محبت فرماتے ہیں۔ ۲۸ر جنوری ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

مردان کے مدارس

دارالعلوم رحمانیہ خواجہ گنج مردان میں سوا نو بجے سے نو بچاس تک بیان ہوا۔ اس ادارہ میں کثیر تعداد میں طلبہ زیر تعلیم ہیں، کئی ایک طلبہ نے نام لکھوائے۔

جامعہ خیرالمدارس مردان: جامعہ کا سنگ بنیاد حافظ عبدالماجدؒ نے ۱۹۵۶ء میں رکھا۔ یکم فروری ۱۹۹۸ء اپنے یوم وفات تک ادارہ کی آبیاری کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد پروفیسر صدیق اکبرؒ نے ۲۰۰۱ء تک انتظام سنبھالے رکھا۔ ۲۰۰۱ء سے مولانا ارشد یوسف مدظلہ مہتمم اور شیخ الحدیث چلے آرہے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں، چودہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تقریباً تین سو طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ دس بجے بیان شروع ہوا، جو پچاس منٹ تک جاری رہا، کثیر تعداد میں طلبہ نے نام لکھوائے۔

دارالعلوم انوارالقرآن والعلوم نرشک: دارالعلوم مردان کے بڑے مدارس میں سے ہے، سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ مولانا سعودالحجابی مدظلہ جو مردان کے نامور علماء کرام میں سے ہیں۔ عربی ادب اور زبان پر مہارت کاملہ رکھتے ہیں۔ خیبر پختونخواہ کے ذوق کے مطابق سادگی کا مرقع ہیں۔ ظہر کی نماز سے پہلے جامعہ میں بیان ہوا، بہت سے احباب نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔ مردان سے فارغ ہوکر رات جامعہ ترتیل القرآن نوشہرہ میں گزاری اور اگلے روز اٹک کا سفر کیا۔ اٹک مجلس کے امیر مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی نے اپنے ضلع کے مدارس میں بیانات کی نگرانی فرمائی۔

قادیانیت، ہندوستانی میڈیا اور عدلیہ

عبدالعزیز، انڈیا

انگریزوں کی جب ہندوستان میں حکومت تھی تو انگریز نے اپنی حکومت کو پائیدار اور مستحکم بنانے کے لئے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر عمل کرتے تھے۔ ایک طرف مسلمانوں اور ہندوؤں میں تفریق اور لڑائی جھگڑا کرانے کی ہر ممکن کوشش کرتے، دوسری طرف ہندوؤں اور مسلمانوں کے اندر بھی خلفشار اور انتشار کا ایسا بیج بوتے تھے تاکہ ہندوستان میں جو لوگ انگریزی حکومت سے نفرت اور بغاوت کا جذبہ رکھتے ہیں وہ متحد نہ ہونے پائیں اور نہ ہی ان کے اندر طاقت اور قوت پیدا ہو۔ انگریزوں نے مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا اس لئے انگریز اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں کو ہی سمجھتے تھے۔ جب ہندو اور مسلمان متحد اور منظم ہو کر آزادی ہند یا انگریزوں کی غلامی سے نجات کے لئے نہیں لڑ رہے تھے اس وقت مسلمانوں کے اندر انگریزوں سے بغاوت اور ان کے خلاف جہاد کا جذبہ موجزن تھا۔ اسی زمانہ میں جب مسلمان علماء اور مجاہدین انگریزوں سے برسرپیکار تھے۔ انگریزوں نے اپنی حکومت کے ایک کلرک (Clerk) کو نبوت کا دعویٰ کرنے کی ترغیب دی۔ پنجاب کے قادیان میں پیدا ہونے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی، مسیح موعود بننے کا دعویٰ پیش کر دیا۔ نبوت کا دعویٰ پیش کر کے پنجاب کے چند مسلمانوں کو اپنا ہم نوا بنالیا۔ دوسری طرف انگریزی حکومت کی حمایت اور تائید کا بھی بیڑا اٹھایا۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ ''برطانیہ کی حکومت کے حق میں میں نے اتنی کتابیں لکھیں اور اتنے پمفلٹ لکھے اور شائع کئے ہیں کہ پچاس الماریوں میں بھی نہیں سما سکتے ہیں۔'' جہاد کو انہوں نے باطل قرار دیا۔ ان کا یہ مصرعہ مشہور ہے:

''آئیں گے مسیح کریں گے جنگوں کا التوا''

> **دنیا بھر کے مسلمان علماء کرام، ماہر اسلامی قانون سب کا اتفاق ہے کہ قادیانی خارج از اسلام ہیں، بلکہ اسلام کے باغی اور غدار ہیں**

بدقسمتی سے ہندو فرقہ کے بڑے بڑے دانشور، بیرسٹر اور جج صاحبان مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز پرستی اور برطانیہ حکومت کی وفاداری کو نظر انداز کرتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف عام مسلمانوں کی مخالفت کو نہ صرف ناپسند کیا بلکہ اسے عدم تحمل (Intolerance) کہنا شروع کیا۔ ان میں سے ایک بڑا نام پنڈت جواہر لال نہرو کا ہے۔ انہوں نے 1936ء میں کلکتہ کے ماڈرن ریویو (Modern Review) میں تین مضامین قادیانیوں کے حق میں لکھے کہ مسلمان قادیانیوں کو اسلام کا ایک فرقہ تسلیم کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ان کے عدم تحمل کا یہ ثبوت ہے۔ اس کے جواب میں علامہ شیخ محمد اقبالؒ نے ایک مضمون لکھا کہ ''آخر مسلمان کیوں قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں اور کیوں انہیں مرتد اور ملحد سمجھنے پر مجبور ہیں۔'' 21 جون 1936ء کو علامہ اقبال جواہر لال نہرو کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

''بہت بہت شکریہ؛ گزشتہ روز آپ کا ایک خط مجھے موصول ہوا۔ آپ کا خط مجھے ایسے وقت میں ملا جب میں آپ کے مضامین کے جواب میں ایک مضمون لکھ چکا ہوں۔ میرا یہ یقین ہے کہ آپ کو احمدیوں کے سیاسی رویہ اور چال سے کما حقہ واقفیت نہیں ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں تفصیل سے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی اصل وفاداری کا سرچشمہ کیا ہے اور احمدی فرقہ نے اسلام سے کیوں اور کس مقصد کے لئے بغاوت کی ہے۔ میرے مضمون کی اشاعت کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ مسلمانوں میں بھی بہت سے ایسے پڑھے لکھے لوگ ہیں جو احمدیوں کی باغیانہ روش اور ملحدانہ تعلیمات سے واقف نہیں ہیں۔ آپ

کے مضمون سے اندازہ ہوا کہ آپ احمدی فرقہ کی تحریک سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ پنجاب کے مسلمانوں کو جو آپ کے مداح ہیں آپ کے اس رویہ سے بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ احمدی آپ کے آرٹیکل سے بہت خوش ہوئے اور آپ کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے میں احمدی پریس اور پبلی کیشن کا بہت بڑا رول ہے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ میرے مضمون کا اثرا ہوا ہے۔ مجھے مذہبیات سے بہت دلچسپی نہیں ہے لیکن احمدیوں کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے یہ آرٹیکل اسلام اور ہندوستان کے حق میں لکھنے کی سعی کی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ احمدی یا قادیانی اسلام اور ہندوستان کے غدار اور باغی ہیں۔“

آزادی کے بعد بھی کچھ لوگ قادیانیوں کے ہمدرد رہے۔ 1971ء میں وی آر کرشنا ایئر نے کیرالہ ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے فیصلہ صادر کیا کہ ”احمدی اسلام کا ایک فرقہ“ ہے۔ انہوں نے اپنے فیصلہ نامہ میں لکھا کہ ”اس مسئلہ پر اچھی طرح غور وفکر کرنے کے بعد یہ فیصلہ قانون کی روشنی میں دے رہا ہوں۔ مجھے کوئی ہچکچاہٹ یا پس وپیش نہیں ہے کہ احمدی اسلام کا ایک فرقہ ہے“۔ آزادی سے پہلے پٹنہ اور مدراس ہائی کورٹ کے ججوں نے بھی کرشنا ایئر کے فیصلہ سے ملتی جلتی باتیں کہی تھیں اور فیصلے صادر کئے تھے۔

کرشنا ایئر نے قانون کی روشنی میں بات کہی ہے مگر کس قانون کی روشنی میں اور وہ کیا قانون ہے یہ بات نہیں بتائی۔ ہندوستان کا کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ کوئی ایسی جماعت جو کسی مذہب میں اپنی شمولیت کی دعویدار ہو اور اپنے کو ایک فرقہ سمجھتی ہو، اسے ملکی قانون اس کو مذہب کا ایک فرقہ قرار دیتا ہو۔ یہ چیز مذہبوں اور جماعتوں کا اندرونی مسئلہ ہوتی ہے۔ اس کو مذاہب یا جماعتیں اپنے اصولوں اور ضابطوں کے مطابق حل کرتی ہیں۔ عدالت کے دائرہ اختیار سے یہ چیز باہر ہوتی ہے۔

دنیا بھر کے مسلمان علماء، ماہر اسلامی قانون سب کا اتفاق ہے کہ قادیانی خارج از اسلام ہیں، بلکہ اسلام کے باغی اور غدار ہیں۔ انہیں اسلام کو کمزور کرنے کے لئے عالم وجود میں لایا گیا ہے۔ امت مسلمہ سے ان کا دور دور سے کوئی تعلق نہیں۔

عصری تعلیم کے علماء یا ماہر قانون اگر قادیانیوں کی کتاب پڑھ لیں تو انہیں آسانی سے معلوم ہوجائے گا کہ قادیانی دنیا کے سارے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف اور امت احمدیہ یعنی قادیانی مذہب سے خارج سمجھتے ہیں۔ 1974ء میں جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں پر بحث ومباحثہ شروع ہوا تو اس کے بارے میں پروفیسر عبدالغفور رکن قومی اسمبلی پاکستان اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

”دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سے پہلے بہت سے ممبران کو قادیانیت کے سلسلے میں بہت کم معلومات حاصل تھیں۔ اس کا بھی اندازہ ہوا کہ کچھ ممبران قادیانی پروپیگنڈوں سے متاثر ہیں لیکن جو مواد خود قادیانیوں نے پیش کئے ہیں اس نے ان کی آنکھیں کھول دیں، پارلیمنٹ نے آخری یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قادیانیوں اور لاہوریوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے جیسا کہ مرزا ناصر احمد نے بتایا کہ جو مسلمان مرزا غلام احمد پر ایمان نہیں لاتے وہ ان کے عقیدہ کے مطابق کافر ہیں، مسٹر صدر الدین نے یہ کہا کہ مرزا نے جہاد کو باطل قرار دیا ہے۔ ایسے ہی مرزا ناصر احمد نے بتلایا کہ اسرائیل میں ان کا ایک مرکز ہے اور جب میں غیر ممالک کا سفر کرتا ہوں تو اسرائیلی سفراء مجھ سے انٹرویو لینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ قادیانی رہنماؤں کے بیانات سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانانِ عالم کو غیر مسلم سمجھتے ہیں۔“

رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام 6/اپریل 1974ء کو مکہ مکرمہ میں اسلامی تنظیموں کی جو عالمی کانفرنس ہوئی تھی جس میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے مسلم تنظیموں کے ایک سو چوالیس وفود شریک ہوئے تھے، اس نے بالاتفاق آراء یہ قرارداد پاس کی:

”قادیانیت ایک تخریب پسند فرقہ ہے
جو اسلام اور مسلمانوں کی تباہی چاہتا ہے۔“

ہندوستان میں 2011ء کی مردم شماری میں قادیانیوں کو اسلام کا ایک فرقہ قرار دیا گیا ہے۔ ہندوستانی میڈیا جو مسلم دشمنی میں آگے رہتا ہے اسے مردم شماری کے عملے کی یہ ادا کافی پسند آئی ہے۔ وہ قادیانیوں سے ہمدردی دکھانے کے لئے مردم شماری کے عملے کی تائید وحمایت کر رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلم تنظیمیں، علماء کرام اور لیڈر اچھی تیاری کے ساتھ قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کو غیر مسلم بھائیوں اور خاص طور سے میڈیا کے افراد کو حکمت عملی کے ساتھ بتائیں۔ یہ بھی ان کے علم میں ثبوتوں کے ذریعہ لائیں کہ قادیانی فرقہ انگریزوں کا پیدا کردہ ہے جو جنگ آزادی کے خلاف تھا۔ علامہ اقبالؒ نے جو مضمون پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں لکھا ہے وہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہے۔ اسے بھی نکال کر لوگوں کو پڑھنے کے لئے دے سکتے ہیں۔☆☆

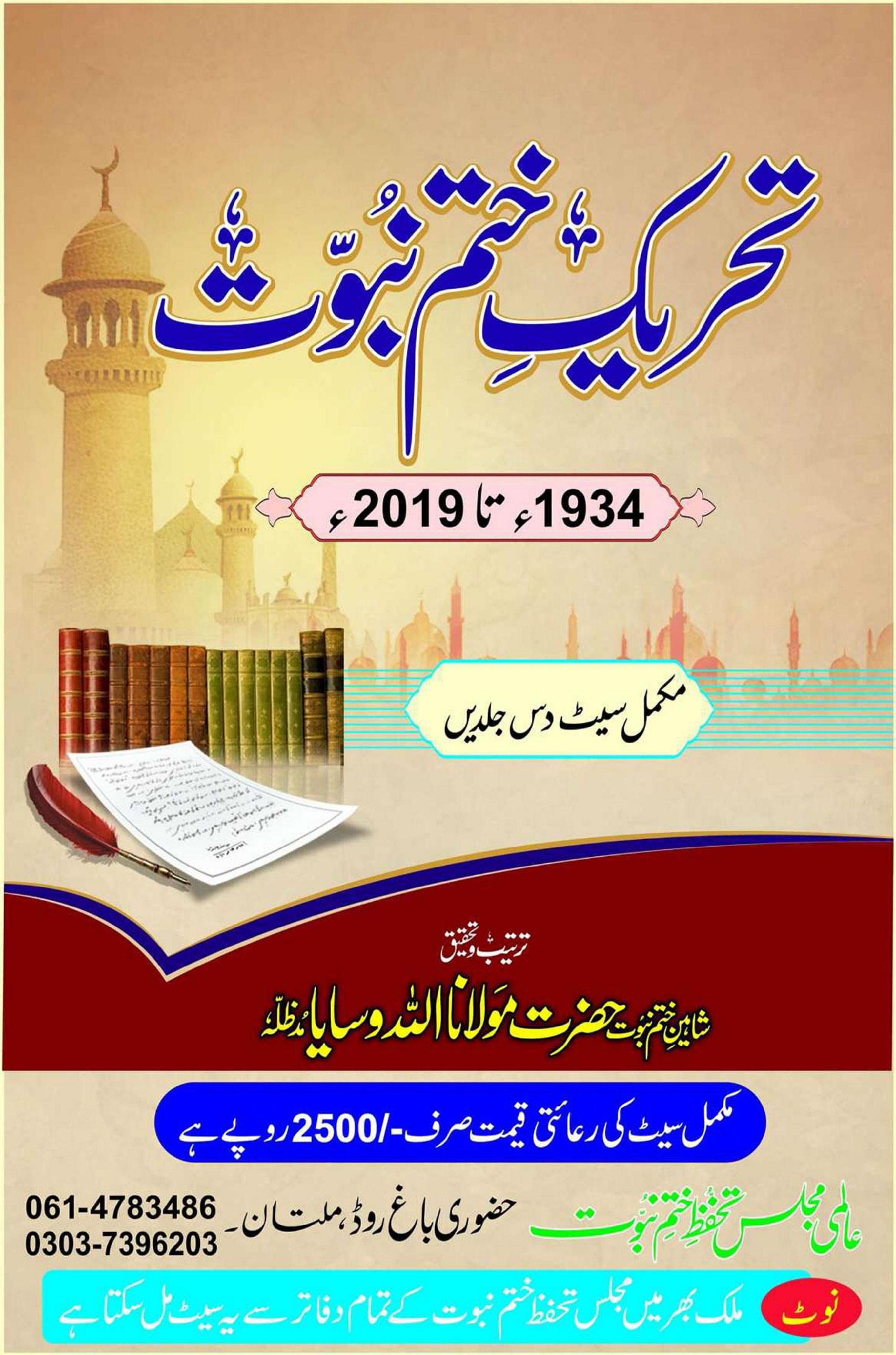
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے